ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

10

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14 تا 20 شعبان المعظم 1444ھ / 7 تا 13 مارچ 2023ء

حیا اور ایمان مہم

بے حیائی
جنسی تشدد کی
راہ دکھاتی ہے

حیا
ایمان کا حصہ ہے
(بخاریؒ)

دجالی نظام کی تکون:
سیکولرازم، سود
اور بے حیائی

عورت کو کاروباری
اشتہار نہ بنائیں

ٹرانس جینڈر
کے نام پر جنسی بے راہ روی
کا فروغ حیوانیت ہے

تنظیمِ اسلامی www.tanzeem.org

اس شمارے میں

اسلام مکمل ضابطہ حیات کیسے؟

تنظیم اسلامی کی حیا اور ایمان مہم

قرآن وسنت کا باہمی تعلق (1)

پاکستان کے جوہری اثاثے اور بین الاقوامی طاقتوں سے تعلقات

استقبال رمضان المبارک اور......

بہار آنے کو ہے......

الھدیٰ
1026
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

نزولِ قرآن اور مضامین قرآن

سورۃ الشعراء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 195تا198

بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہُمۡ اٰیَۃً اَنۡ
یَّعۡلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۹۷﴾ وَ لَوۡ نَزَّلۡنٰہُ عَلٰی بَعۡضِ الۡاَعۡجَمِیۡنَ ﴿۱۹۸﴾

آیت: ۱۹۵ ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۹۵﴾﴾ ’’(یہ نازل ہوا ہے) واضح عربی زبان میں۔‘‘

آیت: ۱۹۶ ﴿وَ اِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۹۶﴾﴾ ’’اور یقیناً یہ پہلوں کے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔‘‘

اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ اس کا ذکر اور اس کے بارے میں پیشین گوئیاں سابقہ آسمانی کتب میں پائی جاتی ہیں اور یہ بھی کہ اس کے بنیادی مضامین پہلی کتب اور صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ ان صحیفوں اور تورات و انجیل کی بنیادی تعلیمات وہی تھیں جو قرآن کی تعلیمات ہیں۔ اگر کوئی فرق یا اختلاف تھا تو صرف مختلف شریعتوں کے جزیاتی احکام میں تھا۔ اس لحاظ سے قرآن ان تمام صحائف و کتب کا مُتَمِّم یعنی تکمیلی ایڈیشن ہے۔

آیت: ۱۹۷ ﴿اَوَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہُمۡ اٰیَۃً اَنۡ یَّعۡلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۹۷﴾﴾ ’’کیا ان کے لیے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ اس کو جانتے ہیں علمائے بنی اسرائیل۔‘‘

علمائے بنی اسرائیل بخوبی جانتے تھے کہ قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت اللہ ربّ العالمین کی طرف سے ہے۔

آیت: ۱۹۸ ﴿وَ لَوۡ نَزَّلۡنٰہُ عَلٰی بَعۡضِ الۡاَعۡجَمِیۡنَ ﴿۱۹۸﴾﴾ ’’اور اگر ہم نے اس (قرآن) کو نازل کر دیا ہوتا کسی عجمی پر۔‘‘

درس حدیث

حیا جنت میں لے جانے والا عمل

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ ﷺ: ((اَلۡحَیَاءُ مِنَ الۡاِیۡمَانِ، وَالۡاِیۡمَانُ فِی الۡجَنَّۃِ، وَالۡبَذَاءُ مِنَ الۡجَفَاءِ، وَالۡجَفَاءُ فِی النَّارِ)) (مسند احمد)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’حیا، ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے اور بدکلامی و بدزبانی، اکھڑ مزاجی اور بدخلقی سے ہے اور اکھڑ مزاجی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔‘‘

ہر انسان فطری طور پر زیورِ حیا سے آراستہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر خیر اور بھلائی کے کاموں سے محبت، عفت و پاکدامنی کے جذبات، سخاوت و فیاضی اور انسانی ہمدردی کی بنیادی صفات موجود ہوتی ہیں۔ حیا انسان کو بے حیائی کے کاموں، نازیبا اور خلافِ ادب باتوں اور حرکتوں سے روکتی ہے، اس لئے کہا گیا ہے کہ جب حیا اور شرم نہیں تو انسان جو چاہے کرے۔ اس کو روکنے والی کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

اسلام مکمل ضابطہ حیات کیسے؟

سپریم کورٹ کے اس فیصلے نے کہ پنجاب اور خیبر پختونخوا میں 90 روز کی آئینی مدت میں لازماً انتخابات کرائے جائیں، پاکستان میں آئینی بحران کو توقتی طور پر ٹال دیا ہے اگرچہ حکومت وقت نے چند گھنٹوں کے لیے اس فیصلے کو توڑنے مروڑنے کی کوشش کی اور مختلف تاویلات کرنا شروع کر دیں۔ لیکن وہ آئینی اور قانونی ماہرین کی عظیم اکثریت کے سامنے بے بس ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فریقین سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو دل سے تسلیم کر کے ان دونوں صوبوں میں انتخابات میں بھرپور حصہ لیں تاکہ جمہوری پروسیس آگے بڑھے۔ اگرچہ اس طرح کی افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ حکومت معاشی بدحالی کی آڑ میں ملک میں ایمرجنسی لگا رہی ہے، جس سے وہ کہہ سکے گی کہ اُس کے پاس انتخابات کروانے کے لیے فنڈز نہیں ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ ملکی سلامتی پر خودکش حملہ ہوگا۔ اللہ نہ کرے ایسا ہو۔

آگے بڑھنے سے پہلے اس بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ تنظیم اسلامی کے بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ جمہوریت کو پاکستان کی ماں اور اسلام کو پاکستان کا باپ کیوں کہتے تھے؟ حقیقت یہ ہے ہم بڑے جذباتی انداز میں کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اگرچہ یہ بالکل درست ہے لیکن یہ بتانا بھول جاتے ہیں کہ پاکستان بنانے کے لیے لائحہ عمل یا طریقہ کار کیا اختیار کیا گیا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان بنانے کے لیے ووٹ کا استعمال ہوا۔ یاد رہے 1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی نے پاکستان کا قیام ممکن بنایا۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جب پاکستان قائم ہوگیا تو اس کا قائم رہ جانا اور اس کا مضبوط و مستحکم ہونا ایک ناقابل تقسیم وحدت بن کر سامنے آئی یعنی جمہوریت اور اسلام پاکستان کے حوالے سے ایک organic whole کی صورت میں ہے، جس کے لیے ماں اور باپ دونوں کا رول بڑا اہم ہے۔ البتہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ باپ کی حیثیت قوام کی ہوگی۔ یا ماں کے رول کو باپ کے رول میں ضم ہو جانا ہوگا گویا جس طرح اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ شہریوں کی کفالت اور حفاظت کرے۔ اسی طرح اس کا ایک انتہائی اہم فرض ہے کہ وہ اپنے عوام کو حق رائے دہی دے اور ایک مقررہ وقت کے بعد عوام کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اجتماعی خلافت جو انہیں ریاست کے شہری ہونے کی حیثیت سے حاصل ہوئی ہے وہ اُس خلافت کو بروئے کار لانے کے لیے کس کو اپنا نمائندہ طے کرتے رہیں۔ تاکہ اقتدار کی رسہ کشی قتل و غارت گری کی صورت اختیار نہ کر سکے۔ تب ہی ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جو زندگی کے ہر شعبہ کو اُس کا حق ادا کرتا ہے۔ لہٰذا فرد کو انصاف کے ساتھ اُس کے معاشی ہی نہیں سیاسی حقوق بھی حاصل ہوں۔

اس تمہید کے بعد آیئے پاکستان کے موجودہ آئینی، سیاسی اور معاشی بحران کی طرف۔ جہاں تک آئینی بحران کا تعلق ہے اگر ہماری نیتوں میں خلوص ہے تو سپریم کورٹ کے مذکورہ فیصلے سے آئینی بحران تو مکمل طور پر ختم ہو جانا چاہیے لیکن اگر سیاست دان خصوصاً حکومت اس فیصلے پر عمل درآمد کرنے سے گریز کرتی ہے اور مختلف حیلوں بہانوں سے انتخابات کا راستہ روکنے کی کوشش کرتی ہے تو ملک کی سلامتی پر

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
14 تا 20 شعبان 1444ھ جلد 32
7 تا 13 مارچ 2023ء شمارہ 10
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سوالیہ نشان لگ جائے گا، سیاست بازاروں میں آ کر خون خرابے کا باعث بن سکتی ہے۔ پہلے اس نکتہ پر بات کر لیتے ہیں کہ گزشتہ سال جمہوری راستے سے ہٹ کر ہم نے اپنا کیا نقصان کیا؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ پچھلی حکومت کو جمہوری طریقے سے گھر بھیجا گیا، یعنی اُن کے خلاف ایوان نے تحریک عدم اعتماد منظور کی۔ یقیناً پارلیمانی نظام میں وزیراعظم کو تحریک عدم اعتماد کے ذریعے وزارتِ عظمیٰ سے فارغ کرنا جمہوری طرزِ عمل ہے۔ لیکن اُس عمل میں دو بہت بڑی غلطیاں ہوئیں ایک یہ کہ تحریک عدم اعتماد سے پہلے حکومتی جماعت کے قریباً 20،25 افراد کو سندھ ہاؤس میں اپوزیشن نے بند کر دیا۔ جو ایک انتہائی غیر جمہوری فعل ہے۔ ظاہر ہے کوئی لین دین ہوا ہوگا لیکن اگر لین دین نہیں بھی ہوا ہو تو بھی ہمارے آئین کے مطابق اٹھارویں ترمیم میں یہ بات طے کر دی گئی تھی کہ کسی جماعت کا اسمبلی رکن اپنے قائد کی مرضی کے خلاف ووٹ نہیں دے سکتا۔ پھر یہ کہ اگر تحریک عدم اعتماد آئین کی شقات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اُن پر عمل کرتے ہوئے منظور کی گئی تھی تو تمام پارلیمانی جمہوری ممالک میں یہ روایت ہے کہ فوراً نئے انتخابات کروائے جاتے ہیں۔ لیکن گیارہ ماہ گزرنے کے باوجود قومی اسمبلی کے انتخابات دور تک نظر نہیں آتے جس سے ناقابلِ یقین نقصان ہوا اور ملک آج بدترین معاشی بدحالی کا شکار ہے۔ عوام مہنگائی کی چکی میں بُری طرح پس رہے ہیں۔ اگر گزشتہ اور موجودہ سال کا معاشی تقابل قارئین کے سامنے آجائے تو اُنہیں معاشی تباہی کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔ چاول کی دیگ سے چند دانے چیک کر لیتے ہیں مثلاً ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر گزشتہ اپریل میں 17، 18 ارب ڈالر تھے جو اب چار ارب ڈالر سے بھی کم ہیں۔ اُس وقت ڈالر 178 روپے کا تھا، آج 300 کے لگ بھگ ہے۔ مہنگائی کی شرح اُس وقت 13% کے قریب تھی جو آج 35% کے قریب ہے۔ گویا گزشتہ ایک سال میں اقتصادی تباہی مچ گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ صرف اندرون ملک سے نہیں ہوا تھا بلکہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کو تنہا اور مفلوج کرنے کے لیے ایک کھیل کھیلا گیا۔ پاکستان جو امریکہ کے چُنگل سے نکل کر چین اور روس کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن راتوں رات ہماری خارجہ پالیسی کی قلابازی لگوا دی گئی۔ اسی لیے اس کو حکومت کی تبدیلی نہیں کہا جاتا بلکہ رجیم چینج کہا جاتا ہے۔ بہرحال ہم امریکہ سے دور ہوتے ہوتے یکدم دوبارہ اُس کی گود بلکہ اُس کے پاؤں میں جا گرے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی ایٹمی قوت امریکہ، مغرب اور اُس کے حواریوں کو کسی طرح گوارا نہیں۔ لہٰذا ایک پلان کے ذریعے پاکستان کو اقتصادی لحاظ سے کمزور سے کمزور تر بلکہ کمزور ترین کرنے کا منصوبہ تیار ہے کہ پاکستان میں بھوک اور افلاس پیدا کر کے صورتِ حال اتنی بگاڑ دو کہ وقت کے حکمران یہ سمجھ سکیں کہ اب ہمارے پاس زندہ رہنے کا صرف یہ آپشن ہے کہ ہم اپنے ایٹمی ہتھیار سرنڈر کر دیں اور اس راستے میں حائل ہونے والی اندرونی قوتوں کو ظلم اور جبر سے کچل دیا جائے۔ یہ جو IAEA والے پاکستان کے چکر لگا رہے ہیں اور وزیراعظم کی سطح کے لوگوں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں یہ بلا جواز نہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ معلوم ہوتا ہے کہ Rothschild فیملی کی انتظامیہ یہ کام اپنے ہاتھ لے چکی ہے۔ اس انتظامیہ کے انتہائی اہم نمائندے ایرک لالو پاکستان کا چکر لگا چکے ہیں اور وزیراعظم سے ملاقات بھی کر چکے ہیں۔ قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہی وہ فیملی ہے جس نے بالفورڈ ڈیکلریشن کے ذریعے فلسطین کو فلسطینیوں کے لیے جہنم بنا دیا ہوا ہے۔ اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری ایٹمی تنصیبات فوج کی دسترس میں ہیں اور فوج سمجھتی ہے کہ دشمن خاص طور پر بھارت کو جنگ سے دور رکھنے کا یہی طریقہ ہے کہ ہم اُسے اپنے ایٹمی دانت دکھاتے رہیں۔ جنگ روکنے کا یہی بہترین طریقہ ہے وگرنہ بھارت ہمارے گلے جنگ ڈال دے گا۔ امریکہ بھی ہماری ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے ایک عرصہ سے گھات لگائے ہوئے ہے، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ کسی وقت یہ طاقت اسرائیل کے خلاف استعمال ہو سکتی ہے۔ معاشی بدحالی کے ساتھ ساتھ اندرون ملک جو سیاسی انتشار پیدا کیا گیا ہے اُس کا مقصد بھی یہی ہے کہ پاکستان کو ہر لحاظ سے اتنا کمزور کر دو کہ ان تنصیبات سے وہ خود جان چھڑانے کی کوشش کرے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وقت ایک ایسی حکومت ملک میں قائم ہو جسے عوام کا اعتماد حاصل ہو اور اُسے یہ بھی یقین ہو کہ اُس کے پاس پاکستان میں اپنے منشور کی تکمیل کے لیے پانچ سال تو لازماً ہیں تاکہ وہ شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم منصوبہ بندی کر کے پاکستان کے دشمنوں کے دانت کھٹے کرے۔

درحقیقت ہمارے مسائل کا اصل اور واحد حل یہ ہے کہ ہم اسلام کے عادلانہ نظام کو پاکستان میں قائم کریں اور عوام کے سیاسی اور معاشی حقوق کو خوش اسلوبی سے ادا کریں یعنی جس طرح روٹی، کپڑا، تعلیم، صحت اور مکان عوام کا حق ہے جسے ریاست کو ادا کرنا ہے۔ اسی طرح اُسے اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے کی پوری آزادی حاصل ہو کیونکہ یہ بھی اسلامی ریاست کے شہری کا بنیادی حق ہے۔ گویا پاکستان کے قائم رہنے اور مضبوط و مستحکم ہونے کے لیے ماں اور باپ دونوں کو ایک اکائی بن کر کام کرنا ہوگا۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ اسلام واقعتاً مکمل نظامِ حیات ہے۔ ❁❁❁

"میٹ دی پریس"

تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام پورے پاکستان میں 26 فروری سے 7 مارچ 2023ء تک حیا اور ایمان مہم چلائی جائے گی۔

ختمِ نبوت کے بعد اب امتِ مسلمہ کے ذمے ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

مغربی تہذیب کے منفی اثرات اور نتائج ہمارے معاشرے میں بھی سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں

ہماری یونیورسٹیز میں آج جو کچھ پڑھایا اور سکھایا جا رہا ہے یہ مغربی تہذیب کا ہی شاخسانہ ہے۔

امریکہ، IMF سب کے آگے جھک کر دیکھ لیا، اب ایک بار سچے دل سے اپنے رب کے سامنے بھی جھک جائیں۔

کراچی پریس کلب میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کا 27 فروری 2023ء کو "میٹ دی پریس" پروگرام سے خطاب

مرتب: ابو ابراھیم

سب سے پہلے میں پریس کلب کی انتظامیہ بالخصوص صدر کراچی پریس کلب محترم سعید سربازی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مرتبہ پھر ہمیں گفتگو کا موقع دیا۔ محترم سعید صاحب نے کچھ اہم پہلوؤں پر توجہ دلائی ہے جن کے حوالے سے کچھ گزارشات پیش کریں گے لیکن اس میٹ دی پریس کا اصل مقصد یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام پورے پاکستان میں 26 فروری سے 7 مارچ تک جو حیا اور ایمان مہم چلائی جائے گی آپ کے توسط سے اس حوالے سے پوری قوم سے اپیل کی جائے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے امتی ہیں اور ختمِ نبوت کے بعد دین کو عام کرنے کی ذمہ داری اب اس امت کے کاندھوں پر ہے۔ چاہے وہ مسجد کا امام ہو، خطیب ہو، چاہے وہ ایک سکول کا استاد ہو، چاہے پروفیسر ہو، چاہے وہ پریس کلب کی ہماری انتظامیہ ہو، چاہے وہ ہمارے صحافی بھائی ہوں، چاہے وہ ہمارے رائٹرز، اینکر پرسنز ہوں، آپ ﷺ کے اُمتی ہونے کی حیثیت سے اب ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے اور اسی کی یاد دہانی کے لیے تنظیم اسلامی اس مہم کا آغاز کر رہی ہے، جس کو ہم نے "حیا اور ایمان" مہم کا عنوان دیا ہے۔ قرآن حکیم میں سورہ آل عمران کی آیت 110 میں فرمایا گیا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ "تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی سے۔"

اس امت کو ایک بڑے مشن کے لیے کھڑا کیا گیا۔ پہلے یہ ذمہ داری رسول اللہ ﷺ پر تھی۔ قرآن فرماتا ہے:

﴿يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (الاعراف: 157) "وہ انہیں نیکی کا حکم دیں گے، تمام برائیوں سے روکیں گے۔"

آپ ﷺ معروف کا، نیکی کا، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے، بدی سے روکتے ہیں۔ ختمِ نبوت کے بعد اب امت کے ذمے ہے کہ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ آج ہم سب دیکھ رہے ہیں اور پریشان بھی ہیں۔ میڈیا کے افراد ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ آئے روز ایسی خبریں آ رہی ہیں، چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کے بعد انہیں بے دردی سے قتل کیا جاتا ہے اور ان ننھے پھولوں کی لاشوں کو کچروں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ تعلیمی اداروں کی حالت آپ کے، ہمارے سامنے ہے۔ مخلوط نظامِ تعلیم، کالجز یونیورسٹیز میں لڑکوں اور لڑکیوں کے آزادانہ اختلاط کے نتائج اس وقت پورا معاشرہ بھگت رہا ہے۔ مادر پدر آزادی کے نعروں کے نتیجے میں آپ اور ہم دیکھ رہے ہیں۔ اسلام آباد کی ایک مشہور نجی یونیورسٹی میں بہن بھائی کے مقدس رشتے کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے ان مقدس رشتوں کے درمیان بدکاری پر تبصرہ مانگا جا رہا ہے۔ اسی طرح لاہور کی ایک بڑی نجی یونیورسٹی میں ایسا شرمناک پروگرام ترتیب دیا گیا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ خواتین کے مخصوص ایام کے حوالے سے اور ناپاکی کے ان ایام کے گندے خون کو کپڑوں پر جمع کر کے دیواروں پر لگا کر پینٹنگ کے نام پر ایونٹ منعقد کرنا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! یہ شیطانی تہذیب، دجالی تہذیب اور بے خدا تہذیب کا راستہ ہے، یہ سوشل انجینئرنگ کے نام پر مرد اور عورت کا آزادانہ اختلاط اور اس کے نتیجے میں باطل کی کوشش ہے کہ بات آگے سے آگے بڑھتی چلی جائے، یہاں تک کہ پاکستان میں ٹرانسجینڈر ایکٹ پاس ہو گیا۔ حالانکہ ہم جانتے بھی ہیں کہ اس کے نتیجہ میں ہم جنس پرستی عام ہو گی۔

اس کا نتیجہ کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔ (جامع ترمذی) اور دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں حیا نہ رہے تم جو چاہو سو کرو۔ (صحیح بخاری) یعنی اس کے بعد اخلاق، کردار اور تہذیب کی جو تباہی آئے گی وہ کم نہ ہو گی، بلکہ بڑھتی چلی جائے گی۔ مغرب کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ محرم نامحرم کی تمیز بھی ختم ہو گئی۔ عالم اسلام کے بڑے عالم شیخ احمد دیدات نے جمی سواگارٹ (عیسائی) کے ساتھ ڈائیلاگ میں فرمایا تھا: "تم ایسے لوگ ہو جو کچرا اور گندگی دیکھتے ہو، کچرا اور گندگی سنتے ہو، کچرا اور گندگی بولتے ہو، کچرا اور گندگی تمہارے ذہنوں میں اتنی بھر چکی ہے کہ تم نے اسے بائبل میں بھی منتقل کر دیا ہے، تمہارے لٹریچر سے پتا چلتا ہے کہ تم نے بائبل میں محرم کے ساتھ بدکاری کے دس کیسز ڈال دیے ہیں اور اس کے بعد بھی تم کہتے ہو کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، حالانکہ ہم مسلمان نہیں کہتے۔ ہم اس انجیل کو مانتے ہیں جو اصلاً عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ پھر احمد دیدات نے جمی سواگارٹ کو کہا کہ کیا تم اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھ بائبل کا وہ حصے پڑھ سکتے ہو؟"

یعنی جب حیا نہ رہے تو پھر معاملہ یہاں تک پہنچتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ معاشرہ نفسیاتی مریض بن جاتا ہے، خودکشیاں عام ہو جاتی ہیں۔ اب تو مغرب کے سیانوں کو بھی سمجھ آنے لگی ہے۔

گزشتہ دنوں روس کے صدر نے اپنی قوم سے ایک اہم خطاب میں کہا: ''مغربی تہذیب نے ہمارے نوجوانوں کے ذہنوں کو خراب کیا، اس نے ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کیا، ہمارے نکاح کے بندھن کو توڑنے کی کوشش کی۔ اس سے قبل سوویت یونین کے آخری صدر گورباچوف نے بھی یہی دہائی دی تھی۔ اس نے کہا تھا: ''جس عورت کو مغربی تہذیب نے گھر سے نکال کر سڑک پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اس کو اب واپس اس کے اصل مقام یعنی گھر تک کیسے لے کر جائیں، اس کے لیے ہمیں تحریک چلانی چاہیے۔''

اسی طرح اسٹیٹ آف دی یونین ایڈریس میں سابق امریکی صدر بل کلنٹن کے وہ الفاظ ہمارے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی اکثر کوٹ کیا کرتے تھے۔ اس نے امریکی قوم کو خبردار کیا تھا کہ ''عنقریب ہماری عظیم اکثریت ان بچوں پر مشتمل ہوگی جو نکاح کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں۔''

اس کے بعد بش کی وہ سٹیٹمنٹ بھی ریکارڈ میں موجود ہے۔ اس نے اپنی قوم کو دہائی دیتے ہوئے کہا تھا: ''خدا کے واسطے شادیاں کرو، گھروں کو بساؤ اور گھروں کو مضبوط کرو۔''

اسی طرح 2015ء میں صدر اوباما نے سٹیٹ آف دی یونین خطاب میں کہا تھا کہ: ''خدا کے واسطے گھر مضبوط کرو، ایک مضبوط گھر ایک مضبوط معاشرے کی ضرورت ہے اور ایک مضبوط معاشرہ مضبوط امریکہ کی ضرورت ہے۔''

یہ مغرب کے لیڈروں کی اپنی قوموں سے اپیل ہے۔ اگر ہم سمجھنا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں مگر اس کے برعکس آج پوری اُمت مسلمہ اسی دجالی اور شیطانی تہذیب کے فتنے میں مبتلا ہو چکی ہے۔ اس گندگی کے اثرات مسلم معاشروں میں بھی موجود ہیں۔ کس قدر ہماری حیا کے جنازے نکلے ہوئے ہیں اور یہ بے پردگی، فحاشی، عریانی کا فروغ اور نکاح جیسے پاکیزہ بندھن سے انکار کی باتیں دھڑلے کے ساتھ کرنا سب اسی شیطانی تہذیب کے اثرات کی وجہ سے ہے۔ کس طرح 8 مارچ کو شرم وحیا کے جنازے نکالے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک بوڑھے شخص کو لا کھڑا کیا گیا جس نے معاذ اللہ نکاح جیسے پاکیزہ بندھن کا انکار کیا۔ یہ ہماری تہذیب کو، ہماری اقدار کو، اسلامی تہذیب وتمدن کو چیلنج کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا یہاں ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس شیطنت کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لیے ہم کھڑے ہو جائیں۔ آپ کے اس فورم سے پوری قوم تک ان شاء اللہ یہ میسج پہنچے گا۔ آپ کا یہ تعاون اصل میں آپ کی اور ہماری ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ ہم اپنے طور پر الیکٹرانک میڈیا پر، سوشل میڈیا پر، پرنٹ میڈیا میں جو بھی میسج پہنچا سکتے ہیں اس کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح جو بھی معاشرے میں بااثر افراد ہوتے ہیں، چاہے وہ تعلیمی اداروں کے سربراہان ہوں، ہماری سینٹ، نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران ہوں، ہمارے آفیشلز ہوں، ججز ہوں ان سب تک بھی اپنا یہ مدعا مختلف ذرائع سے پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں، خطبات جمعہ میں اور دیگر ذرائع سے تاکہ معاشرے میں حیا کے پروان چڑھانے اور بے حیائی کا راستہ روکنے کے حوالے سے ہم اپنی دینی ذمہ داریاں پوری کر سکیں۔ ہمارا کوئی پولیٹیکل موٹیو نہیں، نہ کوئی کمرشل موٹیو ہے۔ اصل میں یہ میری آپ سب کی دینی ذمہ داری ہے، اس کو ادا کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ اسی فریضہ کی ادائیگی کی کوشش میں تنظیم اسلامی پاکستان نے ''حیا اور ایمان'' مہم کا آغاز کیا ہے۔

روس کے صدر پیوٹن نے اپنی قوم سے ایک اہم خطاب میں کہا: ''مغربی تہذیب نے ہمارے نوجوانوں کے ذہنوں کو خراب کیا، اس نے ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کیا، ہمارے نکاح کے بندھن کو توڑنے کی کوشش کی۔''

اگر ہم اس دینی فریضہ کو ادا نہیں کرتے تو سابق قوموں کا احوال ہمارے سامنے ہے جو قرآن مجید بار بار بیان کرتا ہے۔ اس میں قوم لوط کا بھی ذکر ہے جو بے حیائی اور گندگی کی ایک انتہا پر پہنچی اور اللہ نے اس قوم کو نشان عبرت بنایا۔ اللہ نے اس قوم کو مختلف عذاب دیے۔ اس کو اندھا بھی کیا، اس بستی کو اُٹھا کر پٹخ دیا، اس پر پتھر برسائے اور پھر اس کو بحر مردار میں غرق بھی کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو قتل وغارت گری بڑھ جاتی ہے اور اس قوم میں ایسی ایسی بیماریاں جنم لیتی ہیں کہ جس کا ذکر ہم پچھلی قوموں میں بھی نہیں پڑھتے۔ (ابن ماجہ)

دنیا میں کچھ فزیکل لاز ہیں، دنیا میں زلزلے آتے ہیں، طوفان آتے ہیں، سیلاب آتے ہیں، یہ فزیکل لاز بھی ہیں۔ مگر کچھ میٹا فزیکل لاز بھی ہوتے ہیں۔ قوموں کے اخلاق اور کردار کے بگاڑ کے نتیجے میں بھی ان پر عذاب آتے ہیں، شعیب علیہ السلام کی قوم پر ناپ تول میں کمی کی وجہ سے زلزلہ آیا۔ لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرستی، بے حیائی کی گندگی کے عمل کی وجہ سے عذاب کا شکار ہوئی، اسی طرح فرعون اور اس کی قوم پر عذاب ان کے بگاڑ کی وجہ سے آیا۔ اللہ کی کتاب بتاتی ہے، پیغمبروں کی تعلیم بتاتی ہے کہ قوموں کے اخلاق اور کردار کے بگاڑ کے نتیجے میں بھی تباہی ان پر مسلط کی جاتی ہے۔

ہم محمد مصطفی ﷺ کے امتی ہیں۔ آپ ﷺ کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ وہ ایک پردہ کرنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا کرنے والے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ نے فرمایا تھا: میرا جنازہ بھی اٹھانا تو رات کی تاریکی میں اٹھانا۔ آج امت کی بیٹیوں کو بی بی فاطمۃ الزہراؓ کی چادر یاد دلانے کی ضرورت ہے۔ البتہ جب حیا کی بات ہو تو حیا کا تقاضا صرف عورت سے نہیں مرد سے بھی ہے۔ نگاہ کی حفاظت کے لیے قرآن (سورہ نور:30) پہلے مرد کو تعلیم دیتا ہے اور پھر عورت کو تعلیم دیتا ہے۔ لباس باوقار ہو، جسم کو چھپانے والا ہو، یہ ہدایت مرد کے لیے بھی ہے اور عورت کے لیے بھی۔ اسی طریقے پر نکاح کا پاکیزہ بندھن مرد اور عورت دونوں کے لیے ہے۔ اسی طرح محرم اور نامحرم کا فرق رکھا گیا، ستر وحجاب کے احکامات عطا کیے گئے۔ عورت کو گھر کی ملکہ بنایا گیا۔ اسلام کیا خوبصورت دین ہے جو عورت کو کتنی پروٹیکشنز دیتا ہے، بیٹی ہے تو اس کی حفاظت، کفالت باپ کی ذمہ داری ہے، بیوی ہے تو شوہر کی ذمہ داری ہے، بہن ہے تو بھائی کی ذمہ داری ہے، ماں ہے تو بیٹوں کی ذمہ داری ہے۔ دادا، چچا، نانا، ماموں سب رشتے عورت کا خیال رکھنے کے لیے ہیں۔ کوئی ایک مرحلہ ایسا نہیں آتا کہ عورت پر معاش کی ذمہ داری ڈالی گئی ہو گی۔ اس لیے کہ عورت کا اصل کام گھر کو سنبھالنا ہے اور اولاد کی اچھی تربیت کرنا ہے۔ نپولین کو تو سب کوٹ کرتے ہیں اُس نے کہا: ''تم مجھے بہترین مائیں دو میں تمہیں بہترین قوم دینے کو تیار ہوں۔'' ہم تو دین کی بات کرتے ہیں اور ہمارا دین سکھاتا ہے کہ عورت کی اصل ذمہ داری گھر کی ہے۔ علامہ عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حضرت! ایسی کیا بات ہے کہ اللہ نے کبھی کسی عورت کو نبی نہیں بنایا؟ تو انہوں نے بڑا پیارا جواب دیا کہ بیٹا! مرد رسولؐ بنتے تھے، عورت رسولؐ جنتی تھی۔ سوائے آدم علیہ السلام کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام ماں کی گود میں پیدا کیے گئے۔

عورت کو گھر کی ذمہ داری دی گئی تا کہ وہ اپنی اولاد کو وقت دے کر بہترین نسل تیار کر سکے۔ مگر آج مغربی تہذیب کی وجہ سے اتنا بڑا رول چھن گیا۔ CNN پر ایک یورپی عورت کا انٹرویو نشر ہوا جو فحش انڈسٹری میں کسی طرح زندگی گزار چکی تھی۔ اس سے پوچھا گیا: کیا یہی رول تم اپنی بیٹی کے لیے پسند کرو گی؟ کہا: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، میں بھگت چکی ہوں۔ پوچھا گیا پھر اپنی بیٹی کے لیے کیا پسند کرو گی؟ کہا: میری بیٹی ڈاکٹر بن جائے، کوئی باعزت کام کرے تا کہ اس کو شوہر کی پروٹیکشن مل جائے۔ گویا مغرب کی عورت بھی اس نتیجہ پر پہنچ چکی ہے۔

ہم تو خالق کائنات کے ماننے والے ہیں۔ ہمیں مخلوق کے تجربوں کی زیادہ ضرورت نہیں، اس خالق کا کلام قرآن پاک ہمارے پاس موجود ہے اور اس خالق کے آخری پیغمبر ﷺ کی تعلیمات ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان تعلیمات کی روشنی میں ہم نے اپنی زندگیوں، اپنے

طے کر دیا کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہوگی اور قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ اب یہاں سوال پیدا ہوگا کہ کس کا قرآن وسنت؟ شیعہ کا یا سنی کا؟ اگر سنی کا تو بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث میں سے کس کا؟ اس کا جواب 1951ء میں ہی 31 علماء کے 22 نکات کی صورت میں دے دیا گیا۔ ان علماء میں تمام مکاتب فکر کے چوٹی کے بڑے علماء شامل تھے اور انہوں نے 22 نکات میں طے کر دیا کہ ان اصولوں کے مطابق ہم سب کا نفاذ اسلام پر اتفاق ہے۔

میں آپ کو ایک اور خوش خبری سنا دوں کہ 2018ء میں پاکستان کے تمام بڑے مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، جماعت اسلامی، شیعہ) کے بورڈز نے اتحاد تنظیمات مدارس کے تحت ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں ہر مکتب فکر سے ایک عالم کو لیا گیا، مجھے بھی دی علم فاؤنڈیشن کی نمائندگی کے لیے اس کمیٹی میں

پیش نظر تحریک کا راستہ ہے، انقلابی جدوجہد کا راستہ ہے، منکرات کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرنا اور شریعت کے نفاذ کے مطالبے کو لے کر کھڑے ہونا ہمارے پیش نظر ہے۔ دین کے لیے پُرامن، منظم جدوجہد ہمارا مقصد ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں، ایک اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والے ہیں، اس بنیاد پر ہمیں مل کر اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی کوشش کرنی ہے، اسی دین کی دعوت کو آگے بڑھانا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے، اگر ہم نے اسی بنیاد پر اپنی عمارت کھڑی کرنے کی کوشش نہیں کی تو یہ کبھی مستحکم نہیں ہوگی۔ ہم سب کی زبانیں مختلف تھیں، کلچر، ڈریس کوڈ، جغرافیائی خطے، سب کچھ مختلف تھا، ہمیں جوڑا تھا تو صرف اسلام نے مگر جب اسلام کو چھوڑ کر زبانوں کے پیچھے پڑ گئے تو 1971ء میں ہم نے مشرقی پاکستان کھو دیا۔ اگر اسلام کو چھوڑ دیا تو مزید ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ اسلام کے ساتھ مخلص ہوں گے یہ ملک مستحکم ہوگا۔ جان کیری نے کہا تھا فوج پاکستان کی بائنڈنگ فورس ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کی بائنڈنگ فورس کلمہ ہے، اسلام ہے، ایمان ہے اور تنظیم اسلامی کی اس مہم میں ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا حیا بچے گی تو ایمان ہوگا، اگر حیا نہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہو سو کرو۔ پھر جو کرو گے وہ کم ہوگا، جو تباہی آئے گی وہ نہ کم ہوگی، پھر وڈیروں کی نجی جیلوں میں انسانیت کے ساتھ ظلم بھی ہوگا، کرپشن، لوٹ مار، قتل وغارت گری سب کچھ ہوگا، مافیا، اشرافیہ کے لیے سارے شہر کو بند کر دیا جائے گا اور کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ آنے والی نسلیں مزید تباہی، اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہو جائیں گی۔ اب حال کیا ہے؟

آج سوشل انجینئرنگ کے ذریعے ذہنوں کو خراب کیا جارہا ہے، ہماری نسلوں کو تباہ کیا جارہا ہے۔ ہمیں اس شیطانی یلغار کا جواب وحی کی تعلیم کی روشنی میں دینا ہے۔ یہی تنظیم اسلامی کی مہم کا مقصد ہے۔

گھر بار، اپنے معاشرے قائم کرنا ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری تھی مگر آج سوشل انجینئرنگ کے ذریعے ذہنوں کو خراب کیا جارہا ہے، ہماری نسلوں کو تباہ کیا جارہا ہے۔ ہمیں اس شیطانی یلغار کا جواب وحی کی تعلیم کی روشنی میں دینا ہے۔ اس کے لیے تنظیم اسلامی اس مہم کو لے کر چل رہی ہے۔ یہی ہماری مہم کے اغراض ومقاصد ہیں جو آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں۔

گزارشات

محترم سعید سربازی کی طرف سے کچھ باتوں کی توجہ دلائی گئی ہے اب اس حوالے سے کچھ گزارشات پیش کرنا مقصود ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس ملک میں قرارداد مقاصد پاس ہوگئی جس میں لکھا ہوا ہے اس ملک میں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔ مجھے ان دینی یا سیاسی جماعتوں سے اختلاف ہے جو کہتی ہیں کہ عوام کی حکمرانی ہونی چاہیے۔ حالانکہ ہم نے کلمہ پڑھ کر ہینڈز اپ کر دیا ہے کہ نہیں حکمرانی صرف اللہ کی ہوگی۔ اللہ تین دفعہ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط﴾ (یوسف: 40) ’’اختیار مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔‘‘

ہم خلیفہ ہیں، اللہ کے نمائندے ہیں، ہم نے آئین میں

شامل کیا گیا۔ کل سات رکنی کمیٹی نے الحمدللہ تین سال کی محنت سے قرآن کا وہ سلیبس تیار کیا جس پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔ 28 جنوری 2020ء کو اس نصاب کو منظور کر لیا گیا۔ اب یہ نصاب پنجاب اور KPK کے سکولوں اور تعلیمی اداروں میں پڑھایا جارہا ہے۔

اگلی بات تھی ہمارے کردار کا مسئلہ۔ بالکل صحیح بات ہے۔ ہمارے دعوے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں مگر ہماری مارکیٹ کیا کہتی ہے۔ ہمارے دعوے ہیں ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں مگر ہمارے کردار کیا گواہی دیتے ہیں۔ ہمارے شادی بیاہ کے مواقع پر کیا ہوتا ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

علامہ اقبال نے سچ کہا تھا۔ ہمارا کردار ہمارے قول اور دعوے کی گواہی نہیں دیتا۔ بالکل صحیح بات ہے۔ اس طرف ہم نے توجہ دلائی ہے مگر اس کا طریقہ کیا ہونا چاہیے۔ تنقید برائے تنقید تو سبھی کر رہے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے کہ سبھی لوگ غلط ہیں، اچھے لوگ بھی ہر شعبے، طبقے اور جماعت میں ہوتے ہیں۔

تنظیم اسلامی پاکستان میں اسلامی نظام کو قائم و نافذ کرنے کی مستقل جدوجہد کر رہی ہے۔ ہمارے

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ہماری فوج ہو، حکمران ہوں، ہمارے سیاست دان ہوں یا عوام ہو ایک دفعہ سنجیدگی کے ساتھ اللہ کے سامنے جھک جائیں۔ واشنگٹن کے آگے تو ہم بہت جھک گئے، چائنہ اور روس کو بھی دیکھ لیا، اسلام کا سوفٹ امیج پیش کر کے بھی دیکھ لیا، میراتھن ریس بھی کروا لی باطل کو راضی کرنے کے لیے، مگر ہمارے حالات نہیں سدھرے، اب ایک بار اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کر دیکھ لو۔ ان شاء اللہ ہمارے معاملات سدھر جائیں گے۔

۞۞۞

قرآن اور سُنّت کا باہمی تعلق (1)

ڈاکٹر اسرار احمد

یہ مضمون بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے انجمن کے سالانہ اجلاس منعقدہ 1974ء کے موقع پر صدارتی خطاب کا خلاصہ ہے۔ خصوصی اہمیت کے پیش نظر اس کو قارئین ندائے خلافت کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

آپ حضرات اس مسلّمہ حقیقت کو جانتے اور مانتے ہیں کہ قرآن اور سُنّت رسول ﷺ لازم و ملزوم ہیں اور ان کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس وقت میں سورۃ البیّنۃ کی ابتدائی چار آیات کی روشنی میں گفتگو کروں گا، جنہیں شاید ہی کبھی اس موضوع پر پیش کیا گیا ہو۔ میرے نزدیک یہی آیات اس موضوع کے ضمن میں اہم ترین ہیں۔ ارشاد ہوا:

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ①﴾ (البیّنۃ) ”اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی تھی وہ (اپنی اس گمراہی سے اور کفر سے) ہرگز باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس بیّنہ نہ آ جاتی۔“

یہاں ”بیّنہ“ کا لفظ بہت اہم ہے اور اسی سے اس سورۂ مبارکہ کا نام ماخوذ ہے۔ ”بیّن“ عربی زبان میں ایسی شے کو کہتے ہیں جو اظہر من الشمس ہو، اسے کسی خارجی و اضافی دلیل کی حاجت نہ ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے ”آفتاب آمد دلیلِ آفتاب“ کہ سورج کے طلوع ہو جانے کے بعد وہ خود ہی اپنے وجود پر بہت بڑی دلیل ہے، اگر کسی منطقی استدلال سے سورج کے وجود کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی تو کچھ شکوک و شبہات تو پیدا کر دیے جائیں گے، لیکن یقین میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ سورج خود اپنے وجود پر دلیلِ قاطع ہے۔ چنانچہ وہ چیز جو بالکل روشن ہو، از خود واضح ہو اور اسے کسی خارجی سہارے اور استدلال کی ضرورت نہ ہو وہ ”بیّن“ ہے۔ ”بَيِّنَة“ اصل میں ہے کیا، اسے اگلی آیت میں define کیا گیا ہے:

﴿رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ② فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ③﴾ ”ایک رسول جو اللہ کی طرف سے آیا ہے، جو پڑھتا ہے ایسے پاکیزہ صحیفے کہ جن میں بالکل راست اور درست تحریریں (اللہ کی کتابیں) درج ہیں۔“

معلوم یہ ہوا کہ دونوں چیزیں مل کر ”بَیِّنَہ“ بنتی ہیں، ان میں سے کسی ایک کو ”بَیِّنَہ“ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ رسول اور کتاب ایک حیاتیاتی وحدت (organic whole) ہیں اور یہ دونوں مل کر بَیِّنَہ بنتی ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے۔ غور کیجیے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو قرآن کہاں تھا! اُس وقت قرآن معجزے کے طور پر ابھی موجود نہیں تھا۔ چنانچہ بَیِّنَہ ہونے کے اعتبار سے جو شے مقدم ہے وہ رسول ﷺ کی ذات اور ان کی شخصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضور ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز فرمایا تو سب سے پہلے اپنی سیرت و کردار کو دلیل کے طور پر پیش کیا۔ کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے جو پہلا خطاب کیا وہ یہ تھا کہ ”لوگو! تم نے مجھے کیسا پایا......؟“ گویا رسول اپنی ذات میں سب سے پہلے خود دلیل ہے۔ یعنی بَیِّنَہ ہونے میں رسول کی ذات مقدم ہے کتاب پر۔ کتاب کو تو بطورِ معجزہ تحدّی کے ساتھ، دلیل اور چیلنج کے انداز میں پہلی مرتبہ مکی دَور کے اواخر میں پیش کیا گیا۔ تین مکی سورتوں سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ یونس اور سورۂ ہود میں یہ بات کہی گئی ہے کہ تم اس قرآن کا جواب نہیں لا سکتے۔ سب سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل میں پوری کتاب کا ذکر کیا گیا:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَّأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ⑧⑧﴾

”(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جن جمع ہو جائیں (اور پوری قوتوں اور صلاحیتوں کو جمع کر کے کوشش کریں) کہ اس قرآن جیسی کتاب پیش کریں تو وہ ہرگز ایسی کتاب نہیں لا سکیں گے، چاہے وہ ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہوں۔“

سورۂ ہود میں دس سورتوں کا ذکر ہے:

﴿قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ...﴾ (آیت:13) ”کہہ دیجیے (اگر تمہارا خیال ہے کہ یہ قرآن منزل من اللہ نہیں ہے) تو اس جیسی دس سورتیں ہی گھڑ کر لے آؤ......“

اس کے بعد سورۂ یونس میں بر سبیل تنزل ایک سورۃ کا چیلنج دیا گیا کہ:

﴿قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ③⑧﴾ ”(اے نبی ﷺ! ان سے) کہیے پس تم بھی ایک سورت بنا کر لے آؤ ایسی ہی اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔“

پھر اسی چیلنج کو مدنی سورت، سورۃ البقرۃ میں بایں الفاظ دہرایا گیا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ②③﴾

”اور اگر تم لوگوں کو شک ہے اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے (کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے) تو اس جیسی ایک سورت تم بھی (موزوں کر کے) لے آؤ اور اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اللہ کے سوا، اگر تم سچے ہو۔“

چنانچہ اصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید بطورِ معجزہ مکی دَور کے اواخر میں پیش ہوا ہے، جبکہ نصف سے زائد قرآن نازل ہو چکا تھا۔ یہ بات بالکل عقلی اور منطقی ہے، اس لیے کہ ابھی جب چند آیات ہی اُتری تھیں تو اُن کو اس طور سے چیلنج کے انداز میں پیش کیا جانا غیر منطقی بات ہوتی۔ گویا بَیِّنَۃ ہونے کے اعتبار سے رسول ﷺ کی ذات خود قرآن مجید پر مقدم ہے۔

جہاں تک دین کے عملی پہلو کا تعلق ہے، اس ضمن میں بے شمار ایسی مثالیں مل جائیں گی کہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے کسی کام کا آغاز پہلے کرا دیا گیا اور اس کے بعد کہیں جا کر اس کے بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ اس ضمن میں سب سے بڑی مثال وضو کی ہے۔ وضو کا نظام مکہ کے اندر نافذ ہو چکا تھا۔ پنج گانہ نماز کا نظام 11 نبوی میں آ چکا تھا، جبکہ مطلقاً نماز تو اس سے پہلے آ چکی تھی۔ کیا کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ تب وضو کا معاملہ نہ ہوگا؟ لیکن قرآن مجید کے الفاظ میں وضو کا جو حکم نازل ہوا وہ سورۃ المائدۃ میں ہے، جو 7 ہجری میں نازل ہوئی۔ تو کیا یہ پورا عرصہ یعنی سات برس مسلمانوں نے وضو کے بغیر نمازیں پڑھیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ دین کے عملی پہلو کے اعتبار سے بھی رسولؐ مقدم ہے قرآن پر۔

❀❀❀

مسلمان کی متاع
حیا اور ایمان

شعبہ تعلیم وتربیت، تنظیم اسلامی پاکستان

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے بنی آدم! (دیکھو اب) شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈالنے پائے' جیسے کہ تمہارے والدین کو اُس نے جنت سے نکلوادیا تھا (اور) اُس نے اُتروادیا تھا اُن سے اُن کا لباس' تاکہ اُن پر عیاں کردے اُن کی شرمگاہیں۔ یقیناً وہ اور اُس کی ذریت وہاں سے تم پر نظر رکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔ ہم نے تو شیاطین کو اُن لوگوں کا دوست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔'' (الاعراف:27)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''ہر دین کا ایک امتیازی وصف ہے' اور اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔'' (موطأ امام مالک)

حیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ انسان پر بہت مہربان ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان دوزخ کے عذاب سے بچ جائے اور جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفس میں ایک ایسی قوت رکھ دی ہے جس کی وجہ سے وہ خیر اور اصلاح کے کاموں کی طرف پیش قدمی کرتا ہے اور شر اور بُرائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس قوت کا نام ''حیا'' ہے۔ حیا کے مختلف درجات ہیں اور اس کا کامل ترین درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے خالق سے حیا کرے یعنی وہ انسان کو ایسی جگہ موجود نہ پائے جہاں قدم رکھنے سے اُس نے منع کیا ہے اور اس جگہ اسے غیر حاضر نہ پائے جہاں حاضر ہونے کا اُس نے اسے حکم دیا ہے۔

آیئے چند آیاتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ کے آئینے میں اپنا محاسبہ کریں:

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو' اُن کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔'' (النور:19)

بے حیائی کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر بڑا جرم ہے تو سوچئے کہ آج کل ذرائع ابلاغ کے ذریعے دن رات جو بے حیائی پھیلائی جارہی ہے' اللہ کے نزدیک یہ کس قدر بڑا جرم اور گناہ ہوگا!

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝۳۲﴾ (بنی اسرائیل)

''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ' یقیناً وہ بہت بے حیائی کا کام ہے۔ اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔''

یعنی ہر وہ کام جو زنا اور بے حیائی کی طرف جانے والا ہو' اس سے بھی بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (الاعراف:33)

''کہہ دیجیے: میرے رب نے اعلانیہ اور پوشیدہ بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے۔''

بے حیائی میں عریانی' بدکاری' حیا سوز فلمیں اور ڈرامے' نیم برہنہ لباس' بے پردگی' تقریبات میں جسم کی نمائش' عورتوں اور مردوں کی مخلوط محفلیں سب شامل ہیں۔

احادیثِ نبویہ ﷺ

''حیا اور ایمان لازم وملزوم ہیں' جب ان میں سے کسی ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔'' (صحیح الجامع)

''جب تم میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کرو۔'' (بخاری)

''بے حیائی جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے' اور حیا جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے خوبصورت بنادیتی ہے۔'' (سنن الترمذی)

''.... جب کسی قوم میں اعلانیہ طور پر بے حیائی فروغ پاجائے تو ان پر طاعون کو مسلط کردیا جاتا ہے اور ایسی (نت نئی) بیماریوں میں مبتلا کردیا جاتا ہے جو پچھلی قوموں میں پیدا نہیں ہوئیں....'' (سنن ابن ماجہ)

''حیا ایمان کا حصہ ہے اور اہل ایمان جنت میں ہوں گے' جب کہ بے حیائی ظلم ہے اور ظالم جہنم میں جائیں گے۔'' (الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور اُن عورتوں پر بھی (لعنت فرمائی) جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی شکل وصورت' وضع قطع اور لباس وغیرہ میں)۔'' (صحیح البخاری)

''.... اور وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باجود برہنہ ہوتی ہیں' مردوں کی طرف مائل ہونے والی اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے والی ------ اُن کے سر بختی اونٹوں کی کوہان جیسے اونچے ہوں گے ------ وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پاسکیں گی' حالانکہ جنت کی خوشبو تو سینکڑوں میل کی مسافت سے آتی ہے۔'' (صحیح مسلم)

کپڑے پہننے کے باجود عریاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کپڑے اس قدر باریک اور تنگ ہوں کہ اُن سے بدن نظر آئے یا جسم کے خدوخال نمایاں ہوں۔

دورِ حاضر

آج انسان نے مادّی اعتبار سے تو بہت ترقی کرلی ہے' لیکن روحانی واخلاقی اعتبار سے بڑی تیزی کے ساتھ ذِلت اور پستی کی طرف جارہا ہے۔ بے حیائی' عریانی و فحاشی کو فیشن' آرٹ' کلچر' جدت پسندی اور آزادی کا نام دے دیا گیا ہے اور اس مادر پدر آزادی پر ایوارڈ دیے جارہے ہیں۔ ہندوانہ اور مغربی تہذیب ہمارے مسلمان گھرانوں اور معاشروں میں نہ صرف بڑی تیزی کے ساتھ سرایت کرتی جارہی ہے بلکہ عوام الناس کی بھی اس معاملے میں حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ہماری ایلیٹ اور نام نہاد روشن خیال طبقہ میں پردہ اور حیا کو قدامت پسندی' دقیانوسیت اور جہالت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

فحاشی کی اشاعت

آج کل بے حیائی کو بڑے منظم انداز میں پھیلایا جارہا ہے۔ پرنٹ والیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے بے حیائی کو جدیدیت' کلچر' بسنت' ویلنٹائن ڈے' کیٹ واک' میراتھن ریس' روشن خیالی' LGBTQ+' ٹرانس جینڈر اور بون فائر جیسے دل فریب ناموں کے ساتھ پاکستانی معاشرے میں پھیلایا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فحش اور بے ہودہ لٹریچر' اشتہارات' سنسنی خیز خبریں اور سکینڈلز' میوزیکل پروگرامز' مخلوط اور ترقی پسند تعلیمی ادارے اور مساواتِ مردوزن کے نعرے ہمارے معاشرے

میں ایسے عوامل ہیں جو براہِ راست شرم وحیا کو متاثر کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔

بے حیائی کو ختم کرنے اور حیا کے فروغ کے لیے ہماری ذمہ داری اور عملی اقدامات

قرآن مجید نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ اس اُمت کے خیرِ اُمت ہونے کی وجہ ہی اچھے کاموں کو فروغ دینا اور بُرائی سے روکنے کی ذمہ داری ہے۔ آج اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے بے حیائی کے اس سیلاب کے خلاف بند باندھنے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر واقعی ہمارے اندر بُرائی سے نفرت اور خیر کے کام کرنے کا جذبہ بیدار ہے تو ہمیں دنیا وآخرت میں کامیابی کے لیے شرم وحیا کے فروغ کی خاطر انفرادی اور اجتماعی سطح پر درج ذیل اقدامات کرنا ہوں گے' جس کا آغاز ''الاقرب فالاقرب'' کی بنیاد پر اپنی ذات اور اپنے گھر سے ہوگا۔ اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے تنظیم اسلامی حیا کے کلچر کو عام کرنے اور معاشرے میں پھیلتی ہوئی بے حیائی اور عریانی وفحاشی کا سدِباب کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے درج ذیل اقدامات لازمی ہیں:

1) ستر وحجاب کے احکامات کے مطابق لباس زیب تن کیا جائے۔

2) مخلوط محافل اور رسومات میں شرکت سے اجتناب اور شرعی پردہ کا اہتمام کیا جائے۔

3) غضِ بصر یعنی نظر کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔

4) فحش گفتگو نیز نامحرم سے اختلاط سے اجتناب کیا جائے۔

5) موبائل اور انٹرنیٹ کا صرف کارآمد اور ضروری استعمال کیا جائے۔

6) مملکت خداداد پاکستان میں LGBTQ+ اور ٹرانس جینڈر قانون جیسی خرافات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ حکومت اس بے ہودہ ایجنڈے کی بیخ کنی کے لیے عملی اقدامات کرے۔

7) مین سٹریم اور سوشل میڈیا فحاشی کی تشہیر میں سرفہرست ہیں' لیکن جب اس کے نتیجہ میں کوئی بدکار انسان کسی بچی یا بچے کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہی میڈیا چیخ وپکار کرتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ میڈیا پر فحاشی کی تشہیر کو روکا جائے۔

8) میڈیا کی اصلاح انتہائی ضروری ہے' لہٰذا میڈیا کی اصلاح کے قوانین بنانے کے لیے آواز بلند کی جائے۔

یاد رکھیں! اُمت مسلمہ آج بھی اگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی میں مصروف ہوجائے' شرم وحیا کو اپنا زیور بنالے اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لے تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مسلمانوں کو اُن کی کھوئی ہوئی قدر ومنزلت دوبارہ عطا فرمادیں۔ بقول علامہ اقبال ؎

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں!

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ہمارا دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی ایس فزیالوجی (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرِروزگار لڑکے کا ترجیحاً کراچی سے رشتہ مطلوب ہے۔ برائے رابطہ: 0321-6302300

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

پریس ریلیز 3 مارچ 2023ء

شرح سود میں اضافہ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ تیز کرنے کے مترادف ہے

شجاع الدین شیخ

شرح سود میں اضافہ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ تیز کرنے کے مترادف ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ معاشی بدحالی کا تدارک سود ختم کرنے سے ہوگا اُس کی شرح میں اضافہ سے نہیں ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی اقتصادی حالت کو ایک خاص ایجنڈے کے تحت تباہ کیا جارہا ہے۔ ایک طرف IMF روزانہ نئی شرائط لگا رہا ہے اور دوسری طرف IAEA کا ڈائریکٹر جنرل ہماری ایٹمی تنصیبات کا وزٹ کر رہا ہے اور پاکستان کے وزیراعظم سمیت اعلیٰ عہدہ داروں سے ملاقات کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں Rothschild یہودی فیملی جس نے بالفور ڈیکلریشن کروا کر فلسطینیوں کی زندگی کو عذاب بنا دیا ہوا ہے۔ اُن کی کمپنی کے نمائندے وزیراعظم اور وزیرِخزانہ سے ملاقاتیں کر رہے ہیں جو ہر محب وطن پاکستانی کے لیے انتہائی تشویشناک بات ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایسی اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کے نمائندوں کے مسلسل دوروں سے پاکستان میں یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ پاکستان کی کمزور معاشی صورتِ حال سے فائدہ اٹھا کر یہ دشمن قوتیں پاکستان کو ایٹمی اثاثوں سے محروم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اُنہوں نے پاکستان کے مقتدر حلقوں کو متنبہ کیا کہ اگر پاکستان نے اپنے ایٹمی اثاثے سرنڈر کیے یا اُن کی حفاظت میں کسی قسم کی کمزوری دکھائی تو یہ قومی سلامتی پر خودکش حملہ ہوگا اور یہ بھارت کو پاکستان پر چڑھ دوڑنے کی کھلی دعوت ہوگی۔ علاوہ ازیں اُس امت مسلمہ سے بھی غداری کا ارتکاب ہوگا جس نے ایٹمی دھماکوں پر پاکستان کو ڈیفالٹ ہونے سے بچایا تھا اور پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تنظیم اسلامی کا پیغام خلافت راشدہ کا نظام

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم شجاع الدین شیخ

جب تم میں شرم وحیا نہ ہو تو جو چاہو کرو (بخاریؒ)

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام خلافت راشدہ کا نظام

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم شجاع الدین شیخ

بے حیا تہذیب قومی جسد کے لیے کینسر ہے

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان بنا جمہوریت کے ذریعے تھا مگر اس کی بنیاد نظریہ اسلام تھا، ہم نے نہ جمہوریت کو ٹھیک طریقے سے اپنایا اور نہ ہی اسلام کی طرف پیش رفت کی: ایوب بیگ مرزا

IAEA کا پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کا دورہ انتہائی تشویشناک ہے، پاکستان کا ماسکو کانفرنس میں شریک نہ ہونا اچھا پیغام نہیں تھا: رضاء الحق

پاکستان کے جوہری اثاثے اور بین الاقوامی طاقتوں سے تعلقات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: ڈاکٹر حافظ محمد حسیب اسلم

سوال: ادارہ IAEA (انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی) کے بارے میں بتائیے اور حال ہی میں اس ادارے کے ڈی جی نے پاکستان کا دورہ کیا ہے۔ اس حوالے سے کافی چہ میگوئیاں کی گئی ہیں کچھ نے اس کو بہت زیادہ تشویشناک انداز سے اور کچھ نے اس کو ایک routine matter کے طور پر دیکھا ہے۔ آپ اس کو کیسے دیکھتے ہیں؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ کی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے کچھ دیرینہ خواہشات ہیں اور جب پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا آغاز کیا گیا تھا اس وقت سے لے کر ایٹمی دھماکے کرنے تک ، اس پورے دورانیے میں امریکہ نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ہر موقع پر سبوتاژ کرنے کی کوشش کی ہے، اس دوران پاکستان کے ایٹمی سائنسدان جن میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان سرفہرست ہیں، انہوں نے اپنا کام جاری رکھا اور کسی بھی صورت میں سمجھوتہ نہیں کیا۔ ہم نے دیکھا کہ اس دوران پاکستان کے ایٹم بم کو اسلامی بم قرار دیا جاتا رہا۔ اس کے بعد ہم نے یہ بھی دیکھا کہ کم از کم دو مرتبہ اسرائیلی انٹیلی جنس اور ایئرفورس نے باقاعدہ انڈیا کے ساتھ مل کر ہماری ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ پاکستان کو بہرحال بروقت اطلاع مل گئی جس کی وجہ سے وہ ناکام ہو گئے۔ جب پاکستان ایٹمی طاقت بن گیا تو اس کے بعد سے اب تک امریکہ کی یہی کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کر دیا جائے۔ ابھی حال ہی میں IAEA کے ڈائریکٹر جنرل رافیل ماریانو نے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کا دورہ کیا ہے، اس سے قبل IAEA کے سابق ڈائریکٹر جنرل نے 2014ء اور 2017ء میں پاکستانی ایٹمی تنصیبات کا دورہ کیا تھا۔ لیکن حالیہ دورہ میں جتنی بڑی تعداد میں اہم لوگوں سے ملاقاتیں ہوئی ہیں اور جس انداز کا ایٹمی تنصیبات کا اب دورہ ہوا ہے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ انہوں نے ہمارے وزیر خارجہ اور سیکرٹری خارجہ سمیت دیگر کئی اہم عہدیداروں، خصوصاً پاکستان نیوکلیئر ریگولیٹری اتھارٹی کے چیئرمین ، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین کے ساتھ ملاقات کی اور بہت اہم ایٹمی تنصیبات کا دورہ کیا جو کہ فکر والی بات ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ IAEA کا مقصد غیر فوجی تنصیبات کا دورہ کرنا ہوتا ہے، کیا ایسا ہی ہے؟

رضاء الحق: وزارت خارجہ نے جو پریس ریلیز جاری کی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ان تنصیبات کا بھی دورہ کیا ہے جو نیشنل کمانڈ اینڈ کنٹرول اتھارٹی کے دائرے میں آتی ہیں ۔ ان میں عسکری اور غیر عسکری دونوں شامل ہیں ۔ بہرحال وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف پہلے بھی کوششیں کرتے رہے ہیں ، چاہے وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ کوششیں ہوں لیکن اب وہ خاص طور پر پاکستان کے معاشی حالات کی وجہ سے ٹارگٹ کر رہے ہیں۔ ہماری اس کمزوری کی بڑی وجہ کرپشن اور سودی معیشت ہے اور ایک خاص اشرافیہ کا مسلط ہو جانا جو ملکی دولت کو لوٹ کر باہر لے جاتے ہیں۔ ہمارے خود غرض حکمرانوں نے ملکی پیداوار پر کوئی توجہ نہیں دی ، ملک کے اندر صنعت اور زراعت کو کوئی ترقی نہیں دی جس کی وجہ سے آج ملک معاشی بحران میں مبتلا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہم جن ممالک کے مقروض ہیں وہ بھی ہم پر پریشر ڈالتے ہیں کہ ایٹمی اثاثوں میں تخفیف کرو۔ پھر آئی ایم ایف بھی پریشر ڈالتا ہے اور شرائط رکھتا ہے کہ پٹرولیم کی قیمتیں بڑھاؤ، سبسڈیز ختم کرو، ٹیکس بڑھاؤ۔ ان سب شرائط کے ساتھ ان کی نظر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر بھی ہوتی ہے ۔ ڈینیل مارکی جون ہاپکنز یونیورسٹی میں ریسرچ فیلو رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "No exit from Pakistan" میں مختلف امریکی انتظامیہ کے تاثرات بیان کیے ہیں کہ: ''ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ پاکستان کو مسلم دنیا کی قیادت اور ترقی نہیں کرنے دینا۔ ہم پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے جو اقدامات کر رہے ہیں ان میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم پاکستان کے لیڈروں کو خریدتے ہیں۔'' اور پھر انہوں نے ایسا کرنے کی تین وجوہات بیان کی ہیں۔ (1)۔ پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے جو کہ ہمارے لیے قابل برداشت نہیں ہے۔ (2)۔ پاکستان دنیا کا واحد مسلم ملک ہے جو چین کے ساتھ تعلقات رکھتا ہے۔ (3)۔ پاکستان ایک بڑی فوج کا حامل ملک ہے، ایسی منظم بڑی فوج جو مستقبل میں خطے کے لیے بھی اور پوری دنیا کے لیے بھی خطرہ بن سکتی ہے قابل قبول نہیں ہے۔

سوال: پاکستان کو ایٹمی اثاثوں یا چائنا کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے اگر ٹارگٹ کیا جا رہا ہے تو یہ سلسلہ پاکستان میں رجیم چینج کے بعد تیز تر ہوا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے اثرات کیا ہو سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ہر ملک کے دوسرے ملک کے ساتھ تعلقات اپنے مفادات کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت دنیا دو حصوں میں تقسیم تھی۔ ایک طرف سوویت یونین تھا اور دوسری طرف امریکہ۔ چونکہ بھارت کے تعلقات روس کے ساتھ تھے اس لیے فطری طور پر پاکستان نے امریکہ کا رُخ کیا۔ لیکن امریکہ دیکھ رہا تھا کہ پاکستان کی ایک خاص جغرافیائی اہمیت ہے اور پھر یہ کہ نظریاتی ملک ہے لہٰذا اس نے شروع سے پاکستان پر نظر رکھنی شروع کر دی اور اس کو اپنی قربت میں رکھنا مناسب سمجھا۔ پاکستان تو امریکہ دوستی میں مخلص تھا لیکن امریکہ کی پالیسی دوست کشی کی تھی۔ قدرت اللہ شہاب نے شہاب نامہ میں لکھا ہے کہ امریکہ اور سوویت یونین ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے باوجود پاکستان کے خلاف بعض معاملات میں ایک تھے۔ امریکہ اپنے مقاصد کے لیے پاکستان سے دوستی رکھے ہوئے تھا لیکن حقیقت میں وہ پاکستان کا دشمن تھا جیسا کہ اب ظاہر بھی ہو چکا ہے۔ آج سے 35 سال قبل پاکستان کے ایک بڑے صحافی مجیب الرحمان شامی نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر صاحب نے شامی صاحب سے سوال کیا کہ آپ کے خیال میں انڈیا پاکستان کا سب سے بڑا دشمن ہے یا امریکہ۔ شامی صاحب حیران ہوئے کہ یہ کیسا سوال ہے، امریکہ تو پاکستان کا دوست ہے جبکہ سب جانتے ہیں کہ انڈیا پاکستان کا بڑا دشمن ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ امریکہ ہی پاکستان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ آج یہ ثابت ہو گیا ہے۔ امریکہ نے تو پاکستان سے دشمنی کرنی ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ پاکستان ایک نظریاتی ایٹمی ملک ہے اور اس کی ایک بڑی فوج ہے اس لیے یہ کل امریکہ یا اسرائیل کے لیے مسئلہ بن سکتا ہے لہٰذا امریکہ جب بھی پاکستان سے دوستی کرے تو کسی بڑی دشمنی کے لیے کرے گا۔ IAEA ہو یا IMF ہو، ان سب کو امریکہ کنٹرول کرتا ہے۔ IAEA کا دورہ بھی تشویشناک ہے تاہم اس سے بڑھ کر تشویشناک یہ خبر ہے کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کی روتھ چائلڈ فیملی کی کمپنی کے بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ روتھ چائلڈ فیملی کیا ہے۔ یہ سمجھ لیجئے کہ وہ دنیا پر حکمرانی کرنے والے اصل گروہ سے ہیں۔ جس طرح امریکہ اور برطانیہ ہمارے اوپر حکومت کرتے ہیں اسی طرح روتھ چائلڈ فیملی امریکہ اور برطانیہ پر حکومت کرتے ہیں اور ان کو حکم دیتے ہیں۔ وہ ہم جیسے غریب، کمزور، مفلوج، مقروض ملکوں کو تو منہ بھی نہیں لگانا چاہتے، وہ براہ راست امریکہ کے ذریعے دنیا کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ہمارے وزیر اعظم سمیت تیسرے دنیا کے حکمرانوں میں سے کوئی بھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ انہیں روتھ چائلڈ فیملی ملاقات کے لیے وقت دے دے۔ اگر ان کی کمپنی کے کچھ لوگوں سے شہباز شریف کی ملاقات ہوئی ہے تو یہ تشویشناک بات ہے کیونکہ وہ بغیر کسی بڑے مقصد کے ایسا نہیں کر سکتے۔

سوال: کیا officially انہوں نے ڈکلیئر کیا ہے کہ یہ ملاقات ہوئی ہے، اگر ہوئی ہے تو کیوں ہوئی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بظاہر تو یہی کہا گیا ہے کہ پاکستان کے قرضوں کے حوالے سے بات ہوئی ہے کہ کس طرح یہ قرض اُتارا جا سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اصل بات

> **قدرت اللہ شہاب نے شہاب نامہ میں لکھا کہ امریکہ اور سوویت یونین ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے باوجود پاکستان کے خلاف بعض معاملات میں ایک ہو جاتے تھے۔**

کچھ اور ہے کیونکہ یہ مشورہ دینے کے لیے ہزاروں دوسرے ادارے موجود ہیں تو پھر روتھ چائلڈ فیملی ہی کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ IAEA جیسے ادارے تو محض ایک ٹول ہیں، ان کو استعمال کرنے والے اصل لوگ وہی ہیں اور وہ یہودیوں کے سب سے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے مذہبی اور نظریاتی مفادات اور اہداف کو مدنظر رکھ کر چلتے ہیں۔

سوال: پاکستان سابقہ دور حکومت میں روس اور چائنہ کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا پھر اچانک کیا ہوگا کہ حکومت بھی تبدیل ہوگئی اور ساتھ ہی پاکستان کا جھکاؤ امریکہ کی طرف ہوگیا؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً پاکستان کا جھکاؤ روس اور چائنا کی طرف ہو گیا تھا لیکن اب اسی گستاخی کی سزا کے طور پر امریکہ اور روتھ چائلڈ فیملی پاکستان کو اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہتے ہیں۔

سوال: ہم عمران خان حکومت سے قبل ہی چائنا اور روس کی طرف رُخ کر چکے تھے۔ یہ ہماری ریاستی پالیسی تھی۔ ویسے بھی ہم سمجھتے ہیں کہ foreign پالیسی ایک آدھ بندے کا کام تو نہیں ہوتا اور بالخصوص اسٹیبلشمنٹ کا اس میں رول ہوتا ہے۔ لیکن پھر اچانک کیا ہو گیا کہ اس ریاستی پالیسی کو ہمیں بدلنا پڑا؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل ٹھیک ہے عمران خان کی حکومت سے بھی تین چار سال پہلے ہماری ریاستی پالیسی کا رُخ چائنا اور روس کی طرف ہو گیا تھا۔ لیکن اب چونکہ چائنا کے ساتھ ساتھ روس بھی امریکہ کے لیے خطرہ بن گیا ہے اس لیے امریکہ نے اپنی صف بندی نئے سرے سے کی ہے اور پاکستان کے کان مروڑ کر اپنے دام فریب میں گرفتار کر لیا ہے۔ اس کا اصل محرک روس یوکرائن جنگ ہے۔ امریکہ نے پاکستان میں رجیم چینج کر کے پاکستان کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور اب یوکرائن کو جو اسلحہ گیا ہے اس میں دو اہم consignments پاکستان کے ذریعے یوکرائن کو بھیجی گئی ہیں جو کہ انتہائی خطرناک امر ہے جس کی وجہ سے روس اور چائنا پاکستان سے سخت ناراض ہوں گے۔

سوال: افغانستان میں نئی حکومت کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات تھے۔ کچھ دن پہلے افغانستان کے حوالے سے ماسکو میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں پاکستان نہیں گیا بلکہ ہمارے بڑے اس موقع پر امریکہ گئے تھے۔ اس پوری صورت حال کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

رضاء الحق: افغانستان میں طالبان نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو بیس سالہ طویل جنگ کے بعد شکست دے کر حکومت بنائی اور یہ ان کی بڑی کامیابی تھی۔ افغانستان میں ہمیشہ پاکستان مخالف حکومتیں رہی ہیں البتہ افغان طالبان کے ساتھ پاکستان کے اچھے تعلقات تھے اور اُن کے حالیہ دور حکومت میں بھی آغاز میں یہی توقع تھی کہ پاکستان کے ساتھ افغانستان کے تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔ شروع میں دکھائی بھی دیا کہ بہترین تعلقات تھے۔ البتہ کچھ بارڈر کے مسائل تھے جن کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جا سکتا تھا۔ ابھی روس میں جو کانفرنس ہوئی یہ اصل میں ان کا ریجنل سکیورٹی ڈائیلاگ ہے اور یہ ڈائیلاگ پہلے بھی 2017ء، 2018ء، 2019ء اور 2021ء میں ہو چکا ہے اور ان چاروں مرتبہ پاکستان نے وہاں جانے سے انکار کیا۔ اس ڈائیلاگ میں چین، روس، بھارت، ایران اور وسطی ایشیائی ممالک شامل ہوتے ہیں اور پاکستان کو بھی دعوت دی جاتی ہے۔ اس مرتبہ ایجنڈے میں خاص طور پر افغانستان کی صورتحال

کا جائزہ لینا تھا کہ وہاں جو معاشی مسائل ہیں، داعش وغیرہ کے جو خطرات ہیں ان سے کیسے نمٹا جا سکتا ہے اور اس ڈائیلاگ میں شامل دیگر ممالک افغانستان کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی مختلف ممالک کے سکیورٹی ایشوز زیر بحث آتے ہیں۔ 2017ء سے 2019ء کی تین کانفرنسز میں پاکستان اس لیے شامل نہیں ہوا تھا کہ افغانستان میں امریکہ نواز حکومت تھی جو کہ پاکستان کے خلاف کارروائیاں کر رہی تھی۔ 2021ء میں پاکستان اور چائنا اس لیے شریک نہیں ہوئے تھے کہ وہ انڈیا میں ہوئی تھی۔ البتہ موجودہ کانفرنس کا معاملہ بالکل مختلف تھا اور پاکستان اور افغانستان کو اپنے مسائل حل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے تعاون کی بھی ضرورت تھی، دوسرا یہ کہ اگر افغان طالبان کے کاز کے لیے مختلف ممالک اکٹھے ہو رہے ہیں تو پاکستان کو وہاں نہ جانے میں آخر کیا عار ہے۔ حالانکہ ہمارے وزیر خارجہ برطانیہ، امریکہ سے لے کر لتھوینیا تک کے دورے کر چکے ہیں۔ لتھوینیا روس یوکرائن جنگ کے دوران یوکرائن کو اسلحہ فراہم کرنے والا ملک ہے۔ گویا ہم نے یہ ثابت کیا کہ ہم روس مخالف کیمپ میں شامل ہیں۔ بہرحال اس پوری صورت حال کو دیکھیں تو پاکستان کی پوزیشن بہت کمزور نظر آ رہی ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ سابق امریکی حکومت کے وزیر خارجہ مائیک پومپیو کی کتاب میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ امریکہ نے پاکستان سے جو کام کروانے ہوتے تھے تو وہ ان سے ہی بات کرتے تھے جن کے ہاتھ میں پاکستان کی اصل زمام کار ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان نے اس کانفرنس میں نہ جا کر بہت غلط پیغام دیا۔ ایک پیغام یہ ہے کہ ہم امریکہ کے ساتھ ہیں۔ دوسرا پیغام یہ ہے کہ ہم افغانستان، چین اور روس کے ساتھ نہیں ہیں اور یہ اچھا پیغام نہیں ہے۔

سوال: افغانستان کے انڈیا کے ساتھ تعلقات بنتے جا رہے ہیں ان کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

رضاء الحق: افغانستان کے انڈیا کے ساتھ کبھی اس طرح کے تعلقات نہیں ہو سکتے جو ایک برادر اسلامی ملک کے ساتھ ہو سکتے ہیں البتہ ہمسایہ ممالک کے ساتھ تجارتی و سفارتی تعلقات ہر ملک کی پالیسی کا حصہ ہوتے ہیں، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ گیس پائپ لائن کے منصوبے وسطی ایشیا میں ہیں۔ اگر پاکستان وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات امریکی کیمپ میں جانے کی وجہ سے نہیں بڑھائے گا تو بھارت اس کا فائدہ اٹھائے گا۔ پاکستان کو اس حوالے سے سوچ سمجھ کر اور دانش مندی کے ساتھ پالیسی بنانے کی ضرورت ہے جو کہ پاکستان کے اپنے مفاد میں ہو۔

سوال: اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے چین کا قرضہ دینا ہے۔ اس حوالے سے امریکہ نے ایک بات کہی ہے اور تشویش کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان تو چین کا بہت زیادہ مقروض ہے۔ کیا چین اگر ناراض ہوتا ہے تو امریکہ ہماری مدد کرے گا؟

IAEA کا دورہ بھی تشویشناک ہے تاہم اس سے بڑھ کر تشویشناک یہ خبر ہے کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کی روتھ چائلڈ فیملی کی کمپنی کے بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: بات یہ ہے کہ قرض کا لفظ ہی اچھا نہیں ہے۔ چہ جائیکہ آپ سودی قرضے حاصل کریں جس کو آپ کے دین نے بہت ہی نقصان دہ اور اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ قرار دیا ہے۔ اگر ہم چین سے بھی سودی قرض لیتے ہیں تو وہ بھی نقصان دہ ہے اور قومی سلامتی کے لیے خطرہ بنے گا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چین سے قرضہ لینے میں یقیناً قومی سلامتی کو نقصان ہوگا لیکن اتنا نہیں ہوگا جتنا امریکہ کے قرضے سے ہماری قومی سلامتی کو خطرہ ہوگا۔

سوال: امریکہ کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پاکستان کو مخالف کیمپ میں جانے سے روکنے اور اپنے کیمپ کو مستحکم کرنے کے لیے چین کا قرضہ اُتارنے میں ہماری مدد کرے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کا بیان اصل میں اس کی اپنی خباثت کا اظہار ہے کہ جس کو وہ اپنا محتاج بنائے وہ کسی دوسرے کا سہارا بھی نہ لے سکے۔ امریکہ کی پون صدی کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس کی دوستی نے پاکستان کو صرف نقصان پہنچایا ہے۔

سوال: اس وقت پاکستان کے حالات انتہائی تشویشناک ہیں ان سے نکلنے کا راستہ آپ کی نظر میں کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: نکلنے کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک عارضی اور فوری راستہ ہے۔ اور ایک مستقل اور دیرپا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان جمہوری بنیادوں پر بنا لیکن اس کا نظریہ اسلام تھا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ جمہوریت پاکستان کی ماں ہے اور اسلام پاکستان کا باپ ہے۔ لیکن آج ہم نے جمہوریت کا بھی جنازہ نکال دیا ہے۔ آئین شکنی کر کے سب کچھ ہی برباد کر رہے ہیں اور دوسری طرف اسلام سے بھی ہم نے شروع سے ہی منہ پھیرا ہوا ہے۔ خود مغربی جمہوریت میں بہت سے نقائص اور کمیاں ہیں لیکن ہم نے اس مغربی جمہوریت کا بھی چہرہ بگاڑ کر اپنایا۔ یعنی ہم نے کسی بھی میدان میں مثبت پیش رفت نہیں کی لہٰذا نہ ہم جمہوری ہوئے اور نہ ہی اسلام کے قریب گئے۔ شروع میں کچھ تھوڑا سا کاغذی کام ہوا۔ قرارداد مقاصد پاس ہوگئی اور 31 علماء نے نفاذ اسلام کے حوالے سے 22 نکات پیش کر دیے۔ لیکن یہ سب کاغذی کارروائی ثابت ہوئی، ہم نے ایک بھی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ لہٰذا ہم نے اپنی بنیادیں خود گرا دیں۔ جمہوریت ہماری عارضی بنیاد تھی جبکہ اسلام ہماری مستقل اور دیرپا بنیاد تھی۔ نہ ہم اسلامی رہے اور نہ جمہوری۔ اب حل یہ ہے کہ ہم اپنی اصل کی طرف لوٹیں اور اسلام کی طرف بڑھنے کے لیے پہلے جمہوریت کو یہاں مستحکم کریں تاکہ لوگوں کو اپنی رائے دینے میں آسانی ہو، لوگوں کو بولنے میں آسانی ہو اور پھر یہ کہ جیسا بھی آئین ہم نے بنایا ہے، صرف دو شقات کے علاوہ باقی سارا آئین ہمارا اسلامی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ عمل کتنا ہوتا ہے۔ آئین کو نافذ کر کے صحیح طور پر اس کی سپرٹ میں جمہوریت کو استحکام دیں۔ جمہوریت کو استحکام دینا اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان ہوگا تو اسلام آئے گا۔ اگر جمہوریت نہ رہی تو پاکستان بھی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ 1971ء میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کو اقتدار منتقل نہیں کیا گیا تو ملک ٹوٹ گیا۔ لہٰذا جمہوریت کا راستہ روکنا، اپنی بنیاد کو ختم کرنے والی بات ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ اگر آپ کو بار بار انتخابات کرانے پڑیں تو کروائیں کیونکہ انتخابات جمہوریت کو مستحکم کرتے ہیں۔ لیکن جب آپ انتخابات کا سلسلہ ختم کر دیں گے تو جمہوریت خود بخود ختم ہو جائے گی۔ البتہ جمہوریت عارضی حل ہے۔ مستقل حل صرف اسلام ہے۔ اصل حل یہ ہے کہ ہمیں اسلام کی طرف پیش رفت کرنی چاہیے کیونکہ اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا اور اسلام ہی سے استحکام بھی آئے گا۔ ۞۞۞

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

استقبال رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا محمد شمیم احمد

یقیناً ہم بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ ایک بار پھر ماہ رمضان المبارک کی سعادت نصیب ہونے والی ہے، ہمارے بہت سے دوست احباب، اعزاء واقرباء ایسے ہیں جو آج ہمارے درمیان نہیں ہیں اور بعض ایسے بھی ہوں گے جنہیں اگلا رمضان دیکھنا نصیب نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ اگلا رمضان بھی ہمیں دیکھنا اور اس کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہونا نصیب کرے۔

دنیا کا یہ اصول ہے کہ اگر مہمان اپنے آنے سے قبل آمد کی اطلاع دے دے تو سنجیدہ معاشرہ اس کا دل وجان سے استقبال کرتا ہے، رمضان المبارک بھی اللہ کا مہمان ہے اور اپنے آمد کی خبر ماہ رجب سے ہی دینا شروع کردیتا ہے، ماہ رمضان اُخروی مہمان ہے، دنیوی مہمان کی آمد پر اگر بروقت تیاری نہ کی جائے تو جس قدر سبکی وشرمندگی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ رب کے مہمان کی آمد پر اگر کما حقہ تیاری نہ کی جائے تو کس قدر افسوس اور خسارے کی بات ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے ہی اس کے استقبال اور طلب کے لیے دل سے آمادہ ہوکر ذوق وشوق کے ساتھ رمضان کے احکام ومسائل کا علم حاصل کرنے کا اہتمام کریں۔

جس طرح ہم اپنے کسی محبوب ومحترم مہمان کی آمد پر اہتمام اور تگ ودو کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ رمضان کی آمد پر ہمارے لیے ظاہری وباطنی تیاری ضروری ہے تاکہ ہمارا روحانی رشتہ اپنے خالق ومالک (رب) سے جڑ جائے، کیونکہ یہ اشتیاق براہ راست رب کائنات کی رضامندیوں، رحمتوں اور مغفرتوں کے حصول کا ہی اشتیاق ہے۔

اور ویسے بھی مہمان کی آمد پر تیاری کی جاتی ہے اور مہمان جتنا بڑا اور اہم ہوتا ہے تیاری بھی اسی لحاظ سے کی جاتی ہے مثلاً گھر صاف کیا جاتا ہے، فرش کی صفائی کی جاتی ہے، دروازوں اور دریچوں کے پردے تبدیل کیے جاتے ہیں، گلدستوں سے گھر کو آراستہ کرکے گھر کی رونق بڑھادی جاتی ہے، رمضان بھی ایک مہمان ہے اس کی بھی تیاری ہونی چاہیے، گھر کی صفائی کی طرح دل کی صفائی ہو، فرش کی صفائی کی طرح عقائد واعمال کی درستگی اور اصلاح ہو، گھر کو آراستہ کرنے کی طرح اخلاق وکردار کو سنوارنا چاہیے، رمضان ہمارا انتہائی معزز مہمان ہے ہمیں اپنے اس معزز مہمان کی خوب خوب قدر کرنی چاہیے اور اپنے اعضاء وجوارح کو اللہ کی معصیت ونافرمانی سے محفوظ رکھ کر اس ماہ کا تقدس باقی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

ماہ رمضان آنے سے پہلے اس کی تیاری اور استقبال خود حضور نبی رحمت ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ نے بڑی گرم جوشی سے اس ماہ کا استقبال کیا ہے بایں طور کہ دیگر مہینوں کے مقابل اس ماہ میں زیادہ عبادت وریاضت کے لیے مستعدی کا اظہار فرمایا ہے۔

اور اپنے اہل خانہ کو بھی اس ماہ کے استقبال کے لیے تیار فرمایا کرتے تھے۔

بہت سی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ماہ شعبان بلکہ رجب سے ہی رمضان کے استقبال کے ساتھ اس کے برکات وحسنات حاصل کرنے کے لیے تیار ہوجاتے اور شدت سے اس کی آمد کا انتظار فرماتے۔

اور بارگاہ الٰہی میں دعائیں کرتے "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ" اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کا مبارک مہینہ نصیب فرما۔ (مجمع الزوائد وغیرہ)

حاصل کلام یہ ہے کہ استقبالِ رمضان حدیث سے ثابت ہے اور اس کی حکمت بھی سمجھ میں آتی ہے کہ رمضان المبارک کی برکات کو اپنے دامنِ ایمان وعمل میں سمیٹنے کا ایک مزاج اور ماحول پیدا ہو، کیونکہ جب دل ودماغ کی زمین زرخیز ہوگی، قبولِ حق کے لیے اس میں نرمی اور لطافت پیدا ہوگی تو ایمان دل میں جڑ پکڑے گا' اعمالِ خیر کی طرف رغبت ہوگی اور شجرِ ایمان ثمر آور اور بار آور ہوگا۔

ویسے عام زندگی میں سفر شروع کرنے سے پہلے سفر کی تیاری کی جاتی ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک بھی تقویٰ، تزکیۂ نفس اور اللہ کو راضی کرنے کے اہم ترین سفر پر مشتمل ایک بابرکت مہینہ ہے۔ لہٰذا رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے اس کی تیاری کریں۔ اپنے روزمرہ مشاغل ابھی سے کم کرکے زیادہ وقت عبادت وریاضت، تلاوت قرآن، ذکر واذکار اور دعاؤں کے لیے فارغ کریں نیز عیدالفطر کی تیاری اور شاپنگ ابھی سے کرلیں تاکہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی قیمتی راتیں بازاروں کی نذر نہ ہوجائیں۔

رمضان المبارک یہ بڑا عجیب مہمان ہے۔ اس کی آمد کا طریقہ تو عجیب تر ہے۔ دبے پاؤں تحفوں، نعمتوں، برکتوں اور رحمتوں سے لدا پھندا چپ چاپ ہماری زندگی میں چند ساعتوں کے لیے آتا ہے۔ جس نے اس کو پہچان لیا اور آگے بڑھ کر اس کا پرجوش خیر مقدم کیا، اس پر تو وہ اتنی بے حساب نعمتیں برساتا اور تحفے نچھاور کرتا ہے کہ جل تھل کردیتا ہے اور جس نے تن آسانی، سستی اور غفلت سے اس کا نیم دلانہ استقبال کیا، تو یہ پیکر جود وسخا، دو چار چھینٹیں اس پر بھی چھڑک ہی جاتا ہے۔ اسی لیے اس میخانے کا محروم بھی محروم نہیں کہلاتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے مہینے میں میری امت کو پانچ ایسی نعمتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔ اول: رمضان کی پہلی رات میں اللہ ان پر نظر کرم کرتا ہے اور جس پر اللہ نظر کرم کرتا ہے، اسے کبھی عذاب سے دوچار نہیں کرتا۔ دوم: فرشتے ہر رات اور اور ہر دن اس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ سوم: اللہ اس کے لیے جنت واجب کردیتا ہے اور جنت کو حکم دیا جاتا ہے کہ روزہ دار بندے کی خاطر خوب آراستہ وپیراستہ ہوجاؤ تاکہ دنیا کی مشکلات اور تھکاوٹ کے بعد میرے گھر اور میری مہمان نوازی میں آرام ملے۔ چہارم: روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ پنجم: رمضان کی آخری رات روزہ دار کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

رمضان کی یہ ساری نعمتیں ان لوگوں کے لیے ہیں جو حقیقی معنوں میں روزے دار ہوں۔ حقیقی روزے دار کون ہوتا ہے؟ اس بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، اللہ کو اس کے کھانے پینے چھوڑنے سے غرض نہیں۔ رمضان کا مقصد

صرف یہ نہیں ہے کہ انسان صبح سے شام تک کھانا پینا چھوڑ دے اور باقی خرافات میں لگا رہے۔ روزہ اصل میں زبان کا بھی ہو، ہاتھ کا بھی ہو اور پاؤں کا بھی ہو۔ آپ نے فرمایا روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں، بلکہ گالی گلوچ اور فضول گوئی چھوڑنے کا نام ہے۔ اگر کوئی تمہیں گالی دے یا تمہارے ساتھ جھگڑنے لگے تو تم کہو میں روزے سے ہوں۔"

جھوٹ، چغل خوری، لغویات، غیبت، عیب جوئی، بدگوئی، بدکلامی اور جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے۔ روزہ دار کو چاہیے بے حیائی کے کاموں اور لڑائی جھگڑے سے بچے۔ روزہ معاشرے کے غرباء اور فقراء سے تعلق پیدا کرنے اور ان کی ضروریات پوری کر کے معاشرے میں امیر وغریب کے درمیان بھائی چارہ پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں غریب امیر کے درمیان جو دوری پیدا ہوئی ہے، وہ معاشرے کے امن وامان اور بھائی چارے کے لیے زہر قاتل ہے۔

روزے کے احکام پر عملدرآمد کرتے ہوئے اجتماعی افطار وسحر اور مل جل کر کھانے پینے کی مجالس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ رمضان میں نمازوں کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔ نماز محمود وایاز کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ سحری، افطاری اور تراویح مسلمانوں پر اللہ کی ایسی خاص عنایات ہیں جو مسلمان معاشرے کو ایک الگ ممتاز حیثیت دلاتی ہے۔ اسلام مسلمانوں کو یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ لوگوں کے مسائل اور مشکلات میں ان کا ساتھ دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کا استحصال ہو۔

رمضان المبارک کے استقبال کے لیے کچھ اہم ہدایات:

(1) رمضان المبارک میں راتوں کی عبادت (تراویح تہجد وغیرہ) کا دورانیہ بڑھ جاتا ہے اس لیے ان عبادات کو اچھے انداز میں بلا تھکاوٹ سرانجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ ابھی سے شب بیداری اور نفلی عبادات کا اہتمام کریں اور اپنے بدن کو عبادات کی کثرت کا عادی بنائیں تاکہ رمضان کی راتوں میں مشکل پیش نہ آئے۔

(2) رمضان المبارک میں اوقات کی قدر دانی بڑی اہم ہے آج کل انٹرنیٹ وسوشل میڈیا وقت کے ضیاع کا بڑا سبب بن رہے ہیں لہٰذا رمضان المبارک سے قبل ان کے استعمال کو ختم یا محدود کرنے کی کوشش کریں۔

(3) رمضان المبارک دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے لہٰذا ابھی سے اپنے آپ کو دعائیں مانگنے کا عادی بنائیں نیز یہ بھی ضروری ہے کہ رمضان المبارک سے قبل نبی کریم ﷺ سے منقول دعاؤں کو زبانی یاد کیا جائے کیونکہ مسنون الفاظ پر مشتمل دعاؤں میں تاثیر بھی زیادہ ہوتی ہے اور قبولیت کا امکان بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(4) رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے، خوش نصیب لوگ اس ماہ میں تلاوت کی کثرت کا معمول بناتے ہیں لہٰذا ابھی سے تلاوت قرآن کو زیادہ وقت دینا شروع کر دیں قرآن پاک صحیح مخارج کے ساتھ آرام آرام سے غنہ مد وغیرہ کو اچھی طرح ادا کر کے پڑھیں تاکہ رمضان المبارک کی آمد تک آپ کثرت سے اور اچھی طرح تلاوت کرنے کے عادی بن جائیں اگر آپ حافظ قرآن ہیں تو ابھی سے قرآن پاک دہرانا شروع کر دیں۔

(5) چونکہ رمضان المبارک کا ایک اہم مقصد "گناہوں کی بخشش" ہے، اسی لیے اسے "شهر المغفرہ" کہا جاتا ہے اور ایک مشہور حدیث میں اس انسان کے لیے بددعا کی گئی ہے جو رمضان المبارک پائے اور اپنے گناہوں کی مغفرت نہ کرا پائے۔

چونکہ رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے اور اس سے وہی انسان لطف اٹھا سکتا ہے جو گناہوں سے تائب ہو اور اس نے اپنے آپ کو موسم بہار سے لطف اندوز ہونے کے قابل بنایا ہو اس لیے رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے اپنے گناہوں کی مغفرت کرانی چاہیے اور اس کے لیے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو کر بصدق دل توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔

(6) رمضان المبارک سے پہلے ایک اور اہم بلکہ سب سے اہم کام رمضان المبارک کے احکام ومسائل سیکھنا ہے۔ یعنی رمضان المبارک کی تمام عبادات کے فضائل واحکام، روزہ رکھنے کے لیے کون سی چیزیں ضروری ہیں؟ روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور کن چیزوں سے مکروہ ہو جاتا ہے؟ تراویح کا کیا حکم ہے اور تراویح کی ادائیگی کا صحیح طریقہ کیا ہے، تراویح میں ختم قرآن کی کیا اہمیت وفضیلت ہے اور تراویح میں کل کتنی رکعتیں ہیں؟ اعتکاف کا طریقہ کیا ہے اور اس کے احکام کیا ہیں؟ اعتکاف کے دوران مسجد سے نکلنا کن حالات میں جائز ہے؟ اعتکاف کب اور کیسے فاسد ہو جاتا ہے؟ ان کے علاوہ اور بھی رمضان المبارک کے بہت سے ایسے احکام ومسائل ہیں جن کا علم نہایت ہی ضروری ہے، کیونکہ بہت سارے حضرات وہ چیزیں کر گزرتے ہیں جن سے روزہ، تراویح یا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور پھر مسئلہ معلوم کرتے ہیں حالانکہ اب اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں، عقلمندی تو یہ ہے کہ ان عبادات کے آنے سے پہلے ان کے احکام ومسائل سیکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بار بار ماہ رمضان المبارک نصیب کرے اور اس کے فیضان سے مستفیض فرمائے۔

۞۞۞

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن اقبال کے رفیق سید عبدالحکیم وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی شمالی فیڈرل بی ایریا کے ملتزم رفیق محترم عدنان لطیف کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-2051847

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان ٹاؤن کے نقیب محترم اطہر صدیقی کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-2109243

☆ امیر مقامی تنظیم اسلامی شاہ پنجو محترم نور محمد لاکھیر کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0345-3694816

☆ ملتان کینٹ کے نقیب پیر عبدالصمد کے جواں سال سالے کا انتقال ہو گیا۔

برائے تعزیت: 0300-8731016

☆ ملتان غربی کے معتمد شہزاد احمد خان کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-7629415

☆ حلقہ سرگودھا کے ناظم مالیات ثاقب قریشی کی ساس صاحبہ اور منفرد اسرہ 90 جنوبی کے مبتدی رفیق اشفاق احمد گل صاحب کی بھابی وفات پا گئیں۔

محمد ثاقب قریشی: 0321-6079797

اشفاق احمد گل: 0345-6744090

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

بہار آنے کو ہے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا بظاہر جتنی نگاہ خیرہ کن ہمہ نوع روشنیوں کا گہوارہ بنی ہوئی ہے، اتنا ہی گھپ اندھیرا انسانی وجود کے اندر کی دنیا (عالمِ اصغر) کو وحشت اور ہولناکی سے دیوانہ کیے دے رہا ہے۔ جتنی ترقی اس خاک کے پتلے کو راحت دینے کے لیے کی گئی ہے، اتنی ہی روحِ انسانی تشنگی کا شکار ہوئے چلی جا رہی ہے۔ تونس لگے (پیاس کے مریض) اونٹ کی طرح یہ خوشیوں، سکینت کی تلاش میں دیوانہ ہو رہا ہے۔ روح پیاسی، تشنہ ہے اور علاج یہ اپنے خاکی وجود پر مصنوعی خوشیوں کے چھڑکاؤ سے کرتا نامراد ہوا جا رہا ہے۔ منشیات، ناؤ نوش، بلند آہنگ دل جگر کلیجہ، زلزلہ براندام کر دینے والی موسیقی، برہنگی، دیوانے صنفی تہ و بالا کر دینے والے تجربات۔ سب کر دیکھے۔ جابجا گولیاں برسا دیں۔ ہیئتیں بدل کر کتے بلیاں بن کر دیکھ لیا۔ افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر خودکشیوں پر اتر آئے مگر آگے کی کہانی خوفناک تر ہے!

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے!

'کوزہ تھیراپی' ہم پہلے لکھ چکے۔ اب نئی کہانی پاگل پن کی مزید تیار ہے 'رونا تھیراپی'! دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے جاپان میں حکومتی تعاون سے (سالانہ ڈھائی ارب ڈالر کی مدد) رلانے کے مراکز قائم ہو رہے ہیں۔ ماہر 'رلانیات' کہتے ہیں کہ رونے سے ایک ہفتہ طبیعت ہلکی رہتی ہے، بہتر محسوس کرتی ہے! عالمی صنعتی معاشی قوت جاپان میں 30 ہزار سالانہ خودکشی ہو رہی ہے۔ (72 فیصد مرد اور 28 فیصد خواتین خودکشی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ابوصوفیہ کی یہ رپورٹ اگرچہ یہ نہیں بتا رہی کہ خواتین میں خودکشی کے کم رجحان کی وجہ کیا ہے؟ کیا یہ کہ وہ فطرتاً رونے رلانے پر زیادہ قدرت رکھتی ہیں، خودکشی کی نوبت کم آتی ہے؟) دنیا بھر میں بلکتی انسانیت کی شفا کی نوید تو صورتِ رمضان چلی آ رہی ہے، کاش ہم مسلمان یہ فیوض و برکات جو شفاء لما فی الصدور (قرآن) دلوں، بلکتی تشنہ روحوں کی شادکامی کا سامان ہے، وہ ان تک پہنچانے کے حریص ہوتے! مگر ہمارا حال تو یہ ہے کہ، کارِ رواں منزل سے کوسوں دور ہے! ہمارے ہاں تو خود قساوتِ قلبی، ناکمی، وھن، زیغِ قلبی کا دور دورہ ہے۔ رجب ہو گزرا، شعبان کی برکت اٹھانے اور رمضان کے فیضانِ رحمت تک پہنچنا اللہ نصیب کر دے۔ اگرچہ دل دہلتا ہے کہ شاید ہم خدا ناراض کر بیٹھے ہیں۔ ترکی اور شام زلزلے کی گرفت میں، پوری امت کے لیے باعثِ غم و اندوہ ہے۔ گزشتہ شب اسلام آباد میں بادل کی گرج کی ایک ایسی کیفیت دیکھنے میں آئی جو پہلے کبھی نہ ہوئی۔ طویل گڑگڑاہٹ گرج کی ایسی تھی کہ سہ منزلہ، چہار منزلہ عمارتیں سر تا پا یوں لرز رہی تھیں کہ زلزلے کا گمان ہوتا تھا مگر یہ زلزلہ نہ تھا۔ غیر معمولی بادلوں کی قہر آلود گرج تھی۔ یہی کڑک، آواز کی طاقت (Sound Waves) طوالت یا شدت میں بڑھ جائے تو قومِ ثمود (المومنون، الحجر) کو پہاڑوں میں پارہ پارہ کر چکی ہے۔ ہم رب تعالیٰ کی قدرت سے بے خوف ہو چکے ہیں۔ پناہ بخدا۔

سیلاب اور معاشی ابتری، سیاسی سر پھٹول، جان سوز مہنگائی عذاب ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایسے میں بلک کر اللہ سے یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ اللھم بارک لنا فی شعبان و بلغنا رمضان۔ اللہ ہمیں شعبان میں برکت عطا فرما اور رمضان تک پہنچا دے۔ تیرے دامنِ عفو و عافیت تک ہماری رسائی ہو جائے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں!

میرے رب! تیرا در وہ ہے جہاں مایوسی کا گزر نہیں! ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ٘ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۝١﴾ (الملک) ساری بزرگی برتری برکات تیری ہی ذاتِ بے ہمتا سے منتھی ہیں۔ ہم روسیاہ بے مایہ، ذاتِ باری تعالیٰ کی لامنتہا قدرت کے آگے جھولی پھیلا رہے ہیں شعبان کی برکات اور رمضان کی بہار تک رسائی کے لیے، کہ وہ کل موجوداتِ عالم پر شاہانہ اقتدار کا حامل ہے! دنیا تجھے پانے کے لیے دیوانی ہوئی پھر رہی ہے۔ ہمیں خشیت و رقت کی دولت سے مالا مال کر دے تا کہ یہ موتی ہم دنیا میں لٹا سکیں۔ دنیا جھوٹے آنسوؤں کی تلاش میں سوانگ رچاتی نہ پھرے۔ ہمیں حدیث کا 'باب الرقاق' دل پرور دار کرنے کی توفیق ارزاں کر۔ جاپانیوں کی جھوٹی رقت ہم مسلمانوں پر فردِ جرم عائد کر رہی ہے۔ ہم پر یہ دولت فراواں ہوئی تھی جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی پر ہیبت ہستی کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوتی تھی۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ قبرستان میں کھڑے آخرت کی پہلی منزل کے خوف سے آہ و زاری کرتے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ طبیعت کی بزلہ سنجی کے باوجود راتوں کو رب کے حضور ہچکیاں لے لے روتے تھے! وہاں آنسو داڑھیاں سیراب کرتے تھے۔ ہمارے حرص و ہوس کی رال 'بب' بہنے کی حاجت مند کیے دیتی ہے! ارحم لنا ارحم لنا!

بجا طور پر یہ آیت ہم سے سوال کرتی ہے: کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں؟ (الحدید: 16) جو حال یہودیوں کا ہوا کہ نبی ﷺ کی بعثت کے وقت ان پر نزولِ کتاب کو 19 صدیاں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے نزول کو چھ صدیاں گزر چکی تھیں۔ وہ خاتم النبیین ﷺ کو پہچاننے کے باوجود قصداً اندھے بن رہے تھے۔ اللہ کے حضور گستاخی اور ہٹ دھرمی کی انتہا پر تھے۔ آج ہمارے ہاں بھی مثالیں یہود سے کچھ کم ہولناک نہیں حالانکہ اللہ نے کتاب عطا کرنے کے بعد ہمارا تعلق بالقرآن مضبوط کرنے کا سالانہ اہتمام کر دیا۔ ایک پورا مہینہ قرآنی تلاوت، رکوع و سجود اور تزکیے میں گزارا جائے۔ دعا سے رجب سے دل کے تار قرآن اور ماہِ قرآن سے باندھ جوڑ دیے۔ اس کے باوجود تعلیمی ادارے دیکھیے (کامسیٹ، لمز جیسے کئی ادارے) جو نوجوانوں کے ایمان کے درپے ہیں۔ رمضان کا شفا بخش نظامِ تربیت اور قرآن کی لذت و عظمت سے روحوں کو آشنا کرنے کے لیے، ہماری ذمہ داری دوچند ہوئے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق اور اخلاص سے مالا مال کر دے کہ ہم عظیم پیغام کے وارث ہونے کا حق ادا کر سکیں۔ قرآن کا حقیقی اعجاز تو یہ ہے کہ: 'اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے ایک ایسی کتاب جس کے تمام اجزا ہم رنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔

اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں اور پھر ان کے جسم کی کھالیں اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔' (الزمر:22) اللہ ہمارے دل نرم کر دے! ہم ان آیات کے مصداق ہو کر برکاتِ شعبان ورمضان اللہ سے پا کر آگے پہنچا سکیں: ''سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔'' (الانفال:2) آج جھوٹی عزت کی طلب اور باہم مقابلہ بازی نے ہمیں مسابقت کا اصل میدان بھلا رکھا ہے۔ پورا ملک ادھیڑ کر رکھ دیا گیا ہے اسی تگ ودو میں۔ حالانکہ مکمل رہنمائی ہمیں میسر ہے۔ ''جو کوئی عزت چاہتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے۔ اس کے ہاں جو چیز اوپر چڑھتی ہے وہ صرف پاکیزہ قول ہے اور عملِ صالح اس کو اوپر چڑھاتا ہے۔ رہے وہ لوگ جو بے ہودہ چال بازیاں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر خود ہی غارت ہونے والا ہے۔'' (فاطر:10)

اندازہ کیجیے ملک بھر میں اخلاق و کردار کے ہولناک بحران کا۔ ہم ڈالروں، تجارتی خساروں اور آٹے کے بحران کو رو رہے ہیں۔ بلوچستان میں صوبائی وزیر کھیتران کی سرداری تلے ظلم کی اندوہناک داستان رونگٹے کھڑے کرنے والی ہے۔ دوسری طرف عورت اپنا مقام، وقار، تقدس خود تار تار کیے دینے کے درپے ہے۔ ایف نائن پارک کا ہولناک واقعہ والدین کا احساسِ ذمہ داری، تربیت، بچیوں کے تحفظ سے مکمل بے اعتنائی کا عکاس ہے۔ مجرموں کا انجام کو پہنچ جانا ہمیں ماحول کی آلودگی، اسلامی حدود وقیود سے علی الاعلان عورت کی مکمل بغاوت جیسے عوامل کی سنگینی سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ مٹھی بھر ہنگامہ خیز 'مارچنی' این جی اوز قومی ملی اقدار کے پرخچے نہیں اڑا سکتیں۔ یہ قوم کی مہذب باحیا عظیم اکثریت کی نمائندہ نہیں ہیں۔ Victim Blaming (مظلوم پر الزام تراشی) جیسی اصطلاحات گھڑ کر بات نہ بدلیں۔ رات گئے غیر مرد کے ساتھ دفتر سے نکل کر، ریسٹورانٹ پر کھانا کھا کر چہل قدمی فرمانا پاکیزگیٔ اخلاق کے منافی، اللہ کی باندھی حدود کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ باپ، بھائی ہوتا تو جان دے دیتا بہن کے پرخچے نہ اڑنے دیتا۔ یہ راہ چلتا وقت گزاری لڑکا تھا بھاگ لیا! اب ٹویٹر فیس بک پر چلا چلا کر گزرے سانپ کی لکیر پیٹنے کا فائدہ؟ یہ سب تو امریکا یورپ میں نہ روکا جا سکا۔ آزادئ نسواں کے پھریرے لہراتی عورت کا پرائے مرد دوستوں، راہ چلتوں کے ہاتھوں حشر نشر! اعداد وشمار پڑھ لیجیے...... اس کا علاج خالق نے بتا دیا۔ مگر نفس پرستی، ہٹ دھرمی تکبر سے نکل کر فرد سے اقوام تک کی ہمہ پہلو فلاح، اصلاح اور سکینت کا سامان یعنی اسلامی نظامِ حیات کو تسلیم کرنا ہوگا۔ 8 مارچ (یومِ نسواں) کا بخار اتر جائے تو عورت ٹھنڈے دل دماغ سے سوچے۔ بہکنے، بھٹکنے بھٹکانے سے لے کر 'آنسو تھیراپی' تک کا سفر بہت مہنگا اور اذیت ناک ہے۔ علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی! روح کی بہار لیے رمضان آ رہا ہے۔ قرآن اٹھایئے شفا پایئے! بجائے رل رلا کر خودکشی کرنے یا نور مقدم جیسے افسوسناک انجام دیکھنے کے۔

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(16 تا 21 فروری 2023ء)

جمعرات (16 فروری) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر نائب امیر سے میٹنگ کی۔

جمعہ (17 فروری) کی صبح کو شعبہ نشرواشاعت سے قرآن اکیڈمی، لاہور میں میٹنگ فرمائی، جس میں نائب امیر اور ناظم اعلیٰ نے آن لائن شرکت کی۔ قرآن اکیڈمی لاہور کی مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعدازاں طے شدہ پروگرام کے مطابق فیصل آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ نمازِ عصر کے قریب قرآن اکیڈمی فیصل آباد پہنچے۔ بعد نمازِ عشاء مسجد ہال میں اجتماع عام سے خطاب کیا۔ اس موقع پر اندازاً 600 کے قریب حاضرین نے شرکت کی۔ مزید برآں امیر محترم کا یہ خطاب آن لائن 592 لوگوں نے Live بھی دیکھا۔ سٹی 41 چینل نے اپنی نشریات میں شامل کرنے کے لیے اس خطاب کی ریکارڈنگ کی۔

ہفتہ (18 فروری) کو خواجہ مظفر الٰہی کے گھر پر ناشتہ کے بعد کچھ بزرگ رفقاء سے ان کے گھروں پر ملاقات کی۔ دوپہر کو تنظیم کے بزرگ رفیق شیخ امین کے ہاں ظہرانے پر بھی کچھ احباب سے ملاقات کی۔ بعد نمازِ عصر حلقہ کی شوریٰ سے خصوصی نشست ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب حلقہ کے کل ذمہ داران سے نشست ہوئی، جو نمازِ عشاء کے بعد تک جاری رہی۔ عشائیہ کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نئے مقامی امیر حافظ محمد شفیق سے ملاقات ہوئی۔ رات کا قیام قرآن اکیڈمی میں تھا۔

اتوار (19 فروری) کو صبح 9:00 سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں حلقہ کے رفقاء سے نشست ہوئی۔ نئے رفقاء سے تعارف ہوا۔ چائے کے وقفہ کے بعد سوال و جواب کی طویل نشست ہوئی۔ آخر میں تذکیری گفتگو کی۔ بعدازاں مبتدی وملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ ہوئی۔ اس دوران نائب ناظم اعلیٰ محمد ناصر بھٹی بھی شریک رہے۔ بعد نمازِ ظہر وظہرانہ کراچی براستہ لاہور واپسی ہوئی۔

پیر (20 فروری) کو قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس میں تذکیری گفتگو اور سوال وجواب کی نشست میں شرکت کی۔

منگل (21 فروری) کو قرآنی نصاب کے حوالے سے پروگرام کیا۔ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عطاء الرحمٰن، جو کراچی میں موجود تھے، ان سے ملاقات اور کچھ تنظیمی امور پر مشاورت ہوئی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

The Collective Aim of The Ummah

We Muslims are the member of an Ummah (Islamic community) whose sole purpose of existence and the aim of installation, according to Qur'an, is none other than calling people to Allah*(SWT)*. As such, in this terrestrial existence not only our dignity and honor depend on realizing this collective aim, but our very existence as a religious community also depends on executing this duty in the right earnest. In the seventeenth section (ruku) of Surah Al-Baqarah (the Cow), along with the order for the change of Qiblah, the following verse was revealed:

"And thus have We made you an exalted (middle) nation (Ummah), that you may be the bearers of witness against the people and (that) the Messenger of Allah may be the bearer of witness against you." *(Al-Qur'an; 2: 143)*

The divine order for the change of Qiblah was in fact a symbol that henceforth the custodian of the mosque of Jerusalemi.e., the sons of Israel have been deprived of the guardianship of the holy place and of their position as the upholders of the divine guidance. And in their place were installed the sons of Prophet Ismael*(AS)* as the custodians of the Holy Kaaba at Makkah Al-Mukarramah and as the new recipients and propagators of the Divine Guidance. Quite obviously, the sons of Prophet Ismael*(AS)* occupy the pivotal and nuclear position in the Muslim Ummah. As such their language was chosen for the revelation of the last Divine Book, and their customs and practices with amendments, modifications, additions and omissions have become the warp and woof of the last divinely revealed code of life. Other nations –*(Akhereen)* -which joined them later in Islam became in essence an integral part of them. This indeed was a great blessing of Allah *(SWT)* on them. But it was a privilege of only "*Ummiyyeen*" (unlettered people of Arabia) that the last Prophet *(SAAW)* was chosen from amongst them.

The objective and aim of the formation of this Ummah has been described very clearly thus in Surah Al-i-Imran:

"You are the best of the nations raised up for (the benefit of) humanity: you enjoin what is right and forbid the wrong and believe in Allah."

(Qur'an 3:110)

This verse makes it crystal clear that, according to the Qur'an, there is a radical difference in the ultimate aims and goals of the Muslim Ummah and other nations and communities of the world. By and large the goals which most nations of the world have been aiming at are self-aggrandizement, political power and military armaments, amassing of wealth, and subjugation of other peoples for their own selfish ends. This subjugation has been both political and/or cultural and economic. On the other hand, the aim and object of the very existence of this Ummah is that Allah *(SWT)*is recognized as the Lord of the Universe, His commands are exalted and upheld by all, the truth triumphs, virtues and good deeds flourish and vices and wickedness are completely uprooted. In other words, this Ummah is in reality the representative of Allah *(SWT)* on earth: an agency for the propagation of virtue and an institution for the total eradication of evil and falsehood from this world.

<u>Ref</u>: An excerpt from the English translation of the Book دعوت الی اللہbyDr Israr Ahmad *(RAA)*; "Calling People unto Allah"[Translated by Dr. Absar Ahmad]

حیا ایمان کا حصہ اور انسان کا فطری جذبہ ہے

دین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تمام گوشوں کے ساتھ خاص طور پر سماجی سطح پر ایک صالح معاشرہ کے قیام کے لئے بھرپور رہنمائی عطا کرتا ہے۔ بدقسمتی سے مغربی تہذیب کی نقالی نے ہمارے معاشرہ کو اسلامی ہی نہیں مشرقی اقدار سے بھی دور کر دیا ہے۔ اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے درج ذیل اقدامات لازمی ہیں:

1۔ ستر و حجاب کے اسلامی احکامات کی پابندی کرتے ہوئے باوقار لباس کا اہتمام کیا جائے۔

2۔ قرآن کریم کے حکم کے مطابق مرد و عورت دونوں نگاہوں کی حفاظت کا اہتمام کریں۔

3۔ مخلوط محافل سے اجتناب اور شرعی پردہ کا اہتمام کیا جائے۔ تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم ختم کر کے طلبہ و طالبات کی الگ الگ تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔

4۔ عورت، جس کا ایک اہم کردار ماں کا ہے، اُسے باوقار حیثیت دی جائے، تجارت کی افزائش کے لیے اشتہاری شے نہ بنایا جائے۔

5۔ مملکتِ خداداد پاکستان میں LGBTQ+ اور ٹرانس جینڈر قانون جیسی خرافات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ حکومت اس بے ہودہ ایجنڈے کی بیخ کنی کے لیے عملی اقدامات کرے۔

6۔ مین سٹریم اور سوشل میڈیا فحاشی کی تشہیر میں سرفہرست ہیں۔ لیکن جب اِس کے نتیجہ میں کوئی بدکار انسان کسی بچی کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہی میڈیا چیخ و پکار کرتا ہے۔ گویا اصلاً میڈیا کی اصلاح انتہائی ضروری ہے۔

7۔ جنسی اشتہا پیدا کرنے والے اشتہارات پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ یہ جسمانی اور روحانی حادثوں کا باعث بنتے ہیں۔

8۔ نکاح کو آسان بنایا جائے تاکہ نوجوانوں میں بے راہ روی پیدا نہ ہو۔

9۔ جسم عورت کا ہو یا مرد کا اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس پر مرضی بندہ کی نہیں، رب کی چلنی چاہیے۔

10۔ قرآن و سنت سے متصادم عائلی قوانین کو فی الفور منسوخ کیا جائے۔

درحقیقت حیا وقار کی علامت ہے۔ بے حیا قوم بالآخر بے وقعت اور پستی کا شکار ہو جاتی ہے۔ عوام کی ذمہ داری ہے کہ ذاتی حیثیت اور اپنے دائرہ اختیار میں دین اسلام کی عطا کردہ تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر شرم و حیا کی حفاظت کریں۔ حکومت کا فرض ہے کہ آئین کے آرٹیکل 31 کے مطابق پاکستان کے مسلمانوں کو ایسی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اقدامات کرے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزار سکیں تاکہ ایک صالح معاشرہ قائم ہو اور حیا اور ایمان کی حفاظت ہو سکے۔

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23 کلومیٹر، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور

فون: 78-35473375 (042)

Email:markaz@tanzeem.org

www.tanzeem.org

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.10

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore